وما أمروا إلا ليعبدوا الله مخلصين له الدين

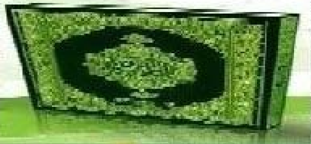

ریاء کاری

اور

اس کے مظاہر

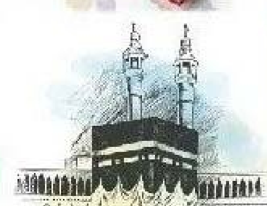

www.KitaboSunnat.com

تالیف

عبدالعلیم بن عبدالحفیظ سلفی

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد یدمہ نجران سعودی عربیہ

ریاء کاری اور اس کے مظاہر
تالیف: عبدالعلیم بن عبدالحفیظ سلفی
مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد یدمہ نجران سعودی عربیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران:١٠٢) ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء:١) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا، يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب:٧٠-٧١) **أما بعد :**

دین ایمان ویقین کے ساتھ ساتھ عبادتوں کا نام بھی ہے، دیندار کی دینداری کا پیمانہ یہی عبادتیں ہیں، اللہ تعالی نے ہر قسم کی دنیاوی اور اخروی فلاح وکامیابی کا دارومدار بھی انہیں عبادتوں پر رکھاہے، اسی وجہ سے قرآن مجید کے اندر ایمان کے ساتھ ساتھ اعمال صالحات کو مختلف انداز واسلوب میں ذکر کیاہے: ﴿ - - الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ - - ﴾

لہذا ہر قسم کی فلاح وکامیابی کا ضامن یہی عبادتیں ہیں، اور تبارک وتعالی نے انہیں نیک اعمال کو اپنی قربت ومحبت کا ذریعہ قرار دیاہے، فرماتاہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ (المائدۃ:۳۵)(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرواور اس کی راہ میں جہاد کروتاکہ تمہارا بھلا ہو)۔

سارے اسلامی عبادات واعمال جیسے: نماز،روزہ،حج،زکاۃ اوردیگر سارے کارخیر کی بنیاد اخلاص اوراتباع سنت ہے،ان دونوں میں سے کسی ایک کا نہ پایاجانا عمل وعبادت کی صحت پر اتنااثرڈالتا ہے کہ وہ عمل نہ یہ کہ صحت کے درجہ کو نہیں پہنچتا بلکہ الٹاعامل کے لئے بوجھ اور سبب گناہ بن جاتاہے،کیونکہ شرط اول یعنی اخلاص کا فقدان عمل کو نہایت ہی خطرناک راہ یعنی ریاءکاری اور دکھاوے کی راہ پرڈال دیتاہے ، جسے نصوص کتاب وسنت میں شرک سے تعبیر کیا گیاہے،اللہ تعالی کاارشادہے: ﴿ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاء رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَداً ﴾ (الکہف:۱۱۰) (جسے اپنے رب سے ملنے کی آرزوہوا سے نیک عمل کرناچاہئےاور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرناچاہئے)۔

مفسرین نے یہاں پر شرک سے مرادریاءکاری لیاہے،امام طبری لکھتےہیں : ولا يجعل له شريكًا في عبادته إياه، وإنما يكون جاعلا له شريكًا بعبادته إذا راءى بعمله الذي ظاهره أنه لله وهو مريد به غيره وَبِنَحْوِ الَّذِي قُلْنَا فِي ذَلِكَ قَالَ أَهْلُ التَّأْوِيلِ"(۱) "یعنی اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے،اورعبادت میں شریک ٹھہرانا ایسے ہوتاہے کہ اپنے عمل کودوسروں کودکھاتاہے جوصرف اللہ کے لئے کیاجاناچاہئے جب کہ وہ اس سے اللہ کے علاوہ کی نیت رکھتاہےاورجوہم نے کہاہے ویسی ہی بات اہل تفسیر نے بھی کہی ہے"۔

(۱) تفسیرالطبری : (۱۵/۴۴۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ فرماتا ہے: ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (البینۃ:۵) (انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں) یعنی ظاہری باطنی تمام عبادتوں میں شرک سے دور رہ کر صرف اللہ رب العزت کی خوشنودی کے طالب ہوں اور ساری عبادتیں صرف اسی کے لئے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے انجام دیں(۱)۔امام قرطبی فرماتے ہیں: "وَفِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى وُجُوبِ النِّيَّةِ فِي الْعِبَادَاتِ فَإِنَّ الْإِخْلَاصَ مِنْ عَمَلِ الْقَلْبِ وَهُوَ الَّذِي يُرَادُ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ تَعَالَى لَا غَيْرِهِ"(۲)"اس کے اندر عبادتوں میں صحیح نیت کے وجوب کی دلیل ہے کیونکہ اخلاص دل کا عمل ہے جس سے صرف اللہ کی خوشنودی ہی چاہی جاسکتی ہے اس کے علاوہ کی نہیں"۔

اور اپنے نبی ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ﴾ (الزمر:۲)(اس کتاب کو ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے، تم آپ دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ ہی کی عبادت کیجئے) نیز فرماتا ہے: ﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ﴾ (الزمر:۱۱) (آپ کہہ دیجئے کہ مجھے اللہ کے لئے خالص عبادت کا حکم دیا گیا ہے)۔

چنانچہ اعمال کی بنیاد ہی نیت وارادہ پر ہے اور یہی سب سے مضبوط بنیاد ہے جس پر بروز قیامت حساب وکتاب کا دارومدار ہوگا، جس سے اللہ کی خوشنوی حاصل ہوتی ہے اور اور دخول جنت کا راستہ ملتا ہے،اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:"إنما الأعمالُ بالنياتِ، وإنما لكلِّ

(۱) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر:(۸/۴۳۸)الجامع لأحکام القرآن:(۲۰/۱۴۴) اور تفسیر السعدی:(۱/۹۳۱-۹۳۲)وغیرہ۔

(۲) الجامع لأحکام القرآن:(۲۰/۱۴۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امرئٍ مانوی "(۱)" (نیک) اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے، ہر آدمی کو اس کی نیت کے مطابق ہی اجر ملے گا"، اور اگر عبادات میں یہ اخلاص مفقود ہو جائے تو ریاء و نمود ان عبادات کے اصلی مقاصد سے ہٹا دیتی ہے اور اس کا انجام بھیانک ہوتا ہے، حدیث قدسی میں ہے: " أنا أغنى الشركاء عن الشرك، من عمل عملاً أشرك فيه معي غيري تركته و شركه" (۲) "میں شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں، جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں"۔

اور اللہ کے رسول ﷺ نے اسے امت کے لئے حد درجہ خطرناک بتایا ہے ، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: " ألا أخبركم بماهوأخوف عليكم عندي من المسيح الدجال؟"قالوا: بلايارسول الله! قال: "الشرك الخفي، يقوم الرجل فيصلي فيزين صلاته لمايرى من نظر رجل" (۳) "کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتادوں جس سے میں تمہارے بارے میں مسیح دجال سے بھی زیادہ ڈرتا ہوں؟ "صحابہ نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ ! تو آپ نے فرمایا: "چھپا ہوا شرک، آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے، اور اپنی نماز اچھی طرح اس لئے پڑھتا ہے کہ وہ کسی کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے پا رہا ہوتا ہے"۔

چنانچہ دوسری شرط (اتباع سنت) کے عمل میں پائے جانے کے باوجود غیر مخلص عمل عامل کے لئے بوجھ اور وجہ گناہ ہے— أعاذنا الله منه —

---

(۱) صحیح بخاری: رقم (۱) صحیح مسلم: رقم (۱۹۰۷)۔

(۲) صحیح مسلم: رقم (۲۹۸۵)۔

(۳) مسند احمد : (۳/ ۳۰) سنن ابن ماجۃ: رقم (۴۲۰۴) سنن بیہقی: ۲/ ۲۹۰ علامہ البانی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، دیکھئے: تحقیق علی المشکاۃ: رقم (۵۳۳۳) و صحیح الترغیب والترھیب: رقم (۲۷) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موضوع عوام اور خواص دونوں کے لئے یکساں مفید ہے اوراس کی ضرورت ہر عبادت گذار کو اور ہر زمانے میں ہے، میں نے موضوع کی اسی اہمیت کے پیش نظر مذکورہ کتاب ترتیب دیا ہے تاکہ اردوداں طبقہ اس سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے اعمال وعبادات کو برباد ہونے سے بچانے کی پوری سعی وکوشش کرے اور دوران عبادت شعوری اور غیر شعوری اسباب زیاں کاری سے دور رہے _ واللہ المستعان ۔

اللہ رب العزت ہمیں اپنی عبادت وعمل کو خالص کتاب وسنت کے مطابق کرنے کی توفیق بخشے اور انہیں ریاء کاری ودکھاوہ اوردنیاوی غرض ومقاصد کے حصول سے بچائے اور انہیں قبولیت سے سرفراز فرمائے اور مؤلف ، ناشر اور جملہ متعاونین ان کو والدین واساتذہ کو دنیا و آخرت میں خیر سے نوازے۔ وصلی اللہ علی خیرخلقہ وسلم ۔

عبدالعلیم بن عبدالحفیظ سلفی
abdulaleemsalafi1@gmail.com

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد یدمہ نجران سعودی عربیہ

* * * * * *

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت اور ریاء کاری

شریعت میں ریاء کاری عبادتوں سے متعلق ہے، جو صرف اور صرف اللہ رب العزت کے حکم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے کی جاتی ہیں، دنیاوی امور میں ریاء کاری اسی وقت قابل ملاحظہ ہے جب وہ ناجائز اور غیر مناسب حدود کو پار کر جائے اور شرک وحرام اور عذاب وعقاب سے اسی وقت متعلق ہوتا ہے جب وہ ان امور میں انجام دیا جائے جو محض اللہ سے متعلق ہو، اور خالص اللہ کے لئے کرنے کا حکم دیا گیا ہو، مثال کے طور پر کوئی آدمی کسی دفتر میں شرعی حدود میں رہتے ہوئے بہترین لباس زیب تن کئے ہوئے اس مقصد سے جاتا ہے کہ دوسرے عملہ پہ یا پھر ذمہ داروں پہ اس کا خوشگوار اثر ہو، لیکن جب وہ اسی لباس کو شرعی جامہ پہنا کر یہ دکھانے کی نیت سے جاتا ہے کہ لوگ اسے بہت بڑا دیندار اور متشرع سمجھیں تو یہی چیز شریعت میں مذموم ریاء کاری ہے، جس سے بچنے اور خوف کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

اسی طرح نماز کے لئے اچھا لباس جو پاک وصاف اور شرعی زینت کے معیار کے مطابق ہو زیب تن کرنا شریعت میں ممدوح ومطلوب ہے، لیکن اسی لباس کے اندر ریاء ودکھاوہ آجائے کہ لوگ اسے بڑا نمازی اور پاک وصاف اور دیندار سمجھیں اور معاشرہ میں اس کا اعتبار ہو تو یہ چیز مذکورہ ریاء کاری میں داخل ہے۔

چونکہ ریاء کاری عبادات اور اعضاء وجوارح سے متعلق ہے اس لئے اس کے احکام کے بیان سے پہلے عبادات اور ان سے متعلقات کا بیان مناسب ہے، ذیل میں ہم عبادت اور اور اس کے اقسام وشرائط، درجات وغیرہ اور انسان کے جسم واعضاء اور دل ودماغ سے متعلق عبادات و اعمال اور گناہ وسیئات کا ذکر کریں گے تاکہ اصل موضوع سے متعلق امور کو سمجھنے میں آسانی ہو:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت کیا ہے؟

انسان کی تخلیق اللہ رب العزت نے عبادت و عمل کے لئے کی ہے، ارشاد فرماتا ہے:
﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ (الذاریات: ۵۶) (میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے) ۔

اس آیت کریمہ کے اندر اللہ تبارک وتعالی نے یہ صراحت کردی ہے کہ طوعاو کرہاانسان وجنات کواس کی عبودیت کااقرار ضروری ہے جیساکہ اس کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس کا قول ہے، اور جسے امام طبری نے راجح قرار دیا ہے۔(۱)

عبادت کا تعلق عابد کے ان تمام باطنی اور ظاہری شعور دعمل سے ہے جو معبود کے لئے اس کے انتہائی انکساری وتابعداری کا اظہار ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اسے صرف اپنے لئے خاص کرر کھاہے، بندہ اگرعبادت کے کسی بھی جزو کوکسی غیر کے لئے کسی بھی معنی میں کرتاہے تومعبود حقیقی کو یہ کسی بھی صورت میں پسند نہیں ہے، اسی لئے اس نے ایسے کسی بھی عمل کوعامل کے لئے عذاب و عتاب کا سبب قرار دیاہے الایہ کہ وہ اس سے خالص توبہ کرکے رجوع کرلے، فرماتاہے: ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴾ (النساء:۴۸)(اللہ تعالی اپنے ساتھ شرک کو معاف نہیں کرے گا،اس کے علاوہ (جتنے بھی گناہیں) جس کے لئے چاہے معاف کردے، اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیااس نے بہت بڑاگناہ اور بہتان باندھا) ، نیز فرماتاہے:
﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ

---

(۱) دیکھئے: تفسیر طبری:(۲۱/۵۵۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضَلَالًا بَعِيدًا ، إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا ، لَّعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ، وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا ، يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ، أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴾ (النساء:۱۱۶-۱۲۱) (اللہ تعالی قطعانہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے بخش دے، اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ بہت دور گمراہی میں جا پڑا، یہ تو صرف (اپنے بنائے ہوئے) مؤنث کو پکارتے ہیں، دراصل یہ سرکش شیطان کو پوجتے ہیں جسے اللہ نے لعنت کی ہے اور جس نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ تیرے بندوں میں سے میں مقرر شدہ حصہ لے کر رہوں گا ، اور انہیں گمراہ کرتا رہوں گا اور باطل امیدیں دلاتا رہوں گا، اور انہیں سکھاؤں گا کہ جانوروں کے کان چیر دیں، اور ان سے کہوں گا کہ اللہ تعالی کی بنائی ہوئی صورت بگاڑ دیں، سنو! جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا ولی بنائے گا وہ صریح نقصان میں غرق ہوگا، وہ ان سے زبانی وعدے کرتا رہے گا (مگر یاد رکھو!) شیطان کے جو وعدے ان سے ہیں وہ سراسر فریب کاریاں ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے جہاں سے انہیں چھٹکارا نہ ملے گا)۔

عبادت کی قسمیں

عبادتوں کی بنیادی طور پر چار قسمیں ہیں:

۱ — بدنی عبادتیں: یہ وہ عبادتیں ہیں جو انسان اعضاء وجوارح کے ذریعہ انجام دیتا ہے، جیسے: نماز، طواف، روزہ، جہاد اور حج وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲ — قولی عبادتیں: جنہیں انسان زبان کے ذریعہ انجام دیتا ہے، جیسے: ذکر واذکار، حمد، تسبیح، تہلیل، تکبیر، استغفار، دعاء اور قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ۔

۳ — مالی عبادتیں: وہ عبادتیں جن کے اندر مال کا دخل ہو، جیسے: زکاۃ وصدقات وغیرہ۔

۴ — قلبی عبادتیں: وہ عبادات جن کا تعلق دل سے ہو، جیسے: محبت، استعانہ، استغاثہ، خوف، امید، خشیت اور توکل وغیرہ۔ واضح رہے کہ یہ قلبی عبادتیں اعمال کی اساس ہیں۔

عبادت کی شرطیں

عبادتوں کی بنیادی طور پر دو شرطیں ہیں:

۱ — **اخلاص**: انسان کے تمام اعمال کے اندر اخلاص کا پایا جانا ضروری ہے کیوں کہ اس کے بغیر کوئی بھی عمل قبولیت کے درجے کو نہیں پہونچ سکتا، لہذا اگر عبادت کے اندر کسی بھی صورت میں غیر کا دخل ہو جائے تو وہ شرک کے قبیل سے ہے، جیسے عبادتوں کو غیر اللہ کے لئے کرنا یا ریاء کاری یا کسی اور غرض سے کرنا، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ ﴾ (البینۃ:۵) (انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں)۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ” إِنَّمَا الأعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا ، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ“(۱) "(نیک) اعمال کا دارو مدار نیت پر ہے، ہر آدمی کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا، چنانچہ اگر کسی نے ہجرت دنیا طلبی کے لئے کی ہے یا کسی عورت سے شادی کی

(۱) صحیح بخاری: رقم (۱) صحیح مسلم: رقم (۱۹۰۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غرض سے کی ہے تو اس کا اعتبار اس کی نیت کے مطابق ہی ہوگا (یعنی اس کو ہجرت کا ثواب نہیں ملے گا)۔

۲ — متابعت: عبادت کی دوسری شرط متابعت ہے، جس کا مطلب یہ کہ عبادت کتاب وسنت کے مطابق ہونی چاہئے، اگر عبادت ایسی ہے جس کا حکم اور طریقہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں بیان فرمایا ہے تو وہ عبادت مردود ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" (۱) "جس نے ہماری اس شریعت میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ لائق رد ہے" اور مسلم کے الفاظ ہیں: " من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد" "جو کوئی ایسا عمل کرے جو دین سے بے گانہ عمل ہو تو وہ مردود ہے"۔

عبادت کے ارکان

عبادت کے ارکان تین ہیں:

۱۔ محبت: عبادتوں میں محبت اصل ہے، جو بندے کا اپنے رب سے تعلق کی حیثیت کو واضح کرتی ہے، اگر عبادت محبت سے خالی ہو تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، کیونکہ محبت کی لذت وہی پاتا ہے جس کے اندر عبادت کا جذبہ ہو، اور عبادت کی اصل لذت بھی وہی محسوس کرتا ہے جس کے اندر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴾ (مریم: ۹۶) (بیشک جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک اعمال کئے ان کے لئے اللہ رحمن محبت پیدا کردے گا"۔ نیز فرماتا

(۱) صحیح بخاری: رقم (۲۶۹۷) وصحیح مسلم: رقم (۱۷۱۸) ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے: ﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ، قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴾ (آل عمران :۳۱-۳۲) (کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا، اور اللہ معاف کرنے والا رحم والا ہے، کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ اس سے اعراض کرتے ہیں تو جان لیں کہ اللہ کافروں کو پسند نہیں فرماتا)۔

۲ - رجاء: رجاء یعنی عمل کے ساتھ اللہ تعالی سے اس کے فضل ورحمت اور ثواب کی آس و امید، اگر امید بلا عمل کے ہو تو یہ ایک مذموم شيئ ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴾ (الکھف:۱۱۰) (جسے اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو اسے نیک عمل کرنا چاہئے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہئے)۔

۳- خوف: رجاء وامید کی طرح اللہ تعالی سے خوف اور خشیت بھی ضروری ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴾ (آل عمران:۱۷۵) (ان سے مت ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اگر مومن ہو)۔ نیز فرماتا ہے: ﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ﴾ (الفاطر: ۲۸)(اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں)۔

یہاں پر عبادت میں خوف وخشیت کے ساتھ ساتھ علم ومعرفت کا بھی بیان ہے، آدمی کے پاس اپنے رب کی معرفت جتنی زیادہ ہوگی اس سے اتنا ہی خوف ہوگا اور گناہوں سے اجتناب کرے گا اور اس کی عبادت کما حقہ ادا کرنے کی کوشش کرے گا، اسی لئے اللہ تعالی نے صاحب خشیت کے لئے اخروی نعمت وکامیابی کے ساتھ ساتھ اپنی رضا کا اظہار کیا ہے، فرماتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے: ﴿ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ﴾ (البینۃ:۸) (اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرے)۔

عبادت کے درجات

عبادت کے حسب حکم دو درجے ہیں:

۱- فرائض وواجبات: جن کے کرنے پہ ثواب ملتا ہے اور چھوڑنے پہ سزا وعقاب، جیسے: پنچوقتہ نمازیں، رمضان کے روزے، اگر استطاعت ہے توحج کرنا اور صاحب نصاب کے لئے زکاۃ کی ادائیگی وغیرہ۔

۲ — مندوب: اس کے اندر سنن ومستحبات سب داخل ہیں، جن کے کرنے پہ ثواب ملتا ہے اور چھوڑنے پہ کوئی سزا نہیں ملتی، جیسے فرض نمازوں سے قبل ومابعد کی سنتیں اور سوموار اور جمعرات کا روزہ، جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت وغیرہ وغیرہ۔

ظاہر وباطن کی عبادتیں

جیساکہ معلوم ہے کہ انسان کے تمام اعمال میں اللہ تعالی اپنی عبادت ورضا طلب کرتا ہے، وہ خالص عبادتیں ہوں جیسے: نماز، روزہ، زکاۃ، حج اور اس طرح کی دیگر عبادتیں جو صرف حصول آخرت کے ارادہ سے کی جاتی ہیں، ان کے اندر کوئی دنیوی لالچ نہیں ہوتی یا وہ تمام جائز ومباح دنیوی اعمال جن سے انسان اپنے رب کی خوشنودی چاہتا ہے، جیسے: تجارت، کھیتی، ایجاد واختراع، حصول علم یا نوکریاں جب کہ اس کی نیت وقصد اللہ کے نزدیک اجر وثواب کا حصول ہو اور اس نے اخلاص کے ساتھ مکمل طریقے سے بار امانت کو ادا کیا ہو تو اس پر اسے اجر ملے گا نبی اکرم ﷺ نے تو— جیساکہ صحیح مسلم کے اندر ہے- یہاں تک فرمایا: " وفي بضع أحدكم صدقة" "تمہاری شرمگاہ میں بھی صدقہ ہے"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کوئی آدمی اپنی شہوت پوری کرے گا تو کیا اس کے لئے اس میں ثواب واجر ہے؟۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "تمہارا کیا خیال ہے اگر اسے (اپنی شرمگاہ کو) حرام میں استعمال کرتا ہے تو کیا اسے گناہ ہوگا؟ ٹھیک اسی طرح اگر اسے حلال جگہ میں استعمال کرتا ہے تو اسے اجر ملے گا" (۱)۔

لہذا معلوم ہوا کہ ہر وہ باطن عمل جو انسان خود اپنی چاہت وخواہش کی بنیاد پر کرتا ہے اس کے اندر بھی اجر وثواب کا حصہ پایا جاتا ہے۔

ذیل میں ہم اعضاء کی ظاہری اور باطنی عبادتوں کا ذکر کریں گے، جس سے دونوں قسم کی عبادتوں کی حیثیت واضح ہو سکے۔

اعضاء اور ان کی ظاہری عبادتیں

انسانی جسم کے ہر عضو کی مخصوص عبادتیں ہیں، جیسے:

آنکھ کی عبادت: دیکھنا اور غور وفکر کرنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ أَوَلَمْ يَنظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ ﴾ (الأعراف:۱۸۵) (کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں) نیز فرمایا: ﴿ قُلْ سِيرُواْ فِي الأَرْضِ ثُمَّ انظُرُواْ ﴾ (الأنعام:۱۱) (آپ فرمادیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو ـــــ) اسی طرح آسمان وزمین کے عالم میں دیکھنا ہو، حصول علم کے لئے دیکھنا ہو، اللہ تعالی کی انوکھی کاریگری میں غور وفکر ہو خواہ مسلمانوں کے لئے نفع بخش امور میں تو یہ تمام آنکھ کی عبادتیں ہیں۔

(۱) صحیح مسلم: رقم (۱۰۰۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کان کی عبادت: بندہ ان چیزوں کو سنے جن سے اللہ تعالی راضی ہوتا ہے، جیسے قرآن مجید کی تلاوت، ذکرواذکار یا شرعی علم وغیرہ، اسی لئے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولًا﴾ (الإسراء:٣٦) (کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہرایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے) اور حدیث قدسی میں ہے: " ولایزال عبدی یتقرب إلیّ بالنوافل حتی أحبه، فإذاأحببته کنت سمعه الذی یسمع به، وبصره الذی یبصربه"(١) "بندہ نوافل کے ذریعہ میری قربت حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب محبت کرتا ہوں تو اس کی کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے" یعنی وہی سنتا ہے جو مجھے پسند ہے اور وہی دیکھتا ہے جو مجھے پسند ہے۔

ہاتھ کی عبادت: بخشش دینا، بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنا اور صدقہ و خیرات کرنا ہے اور اسی طرح برائی سے روکنا بھی ہاتھ کی عبادت ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من رأی منکم منکراًفلیغیره بیده، فإن لم یستطع فبلسانه فإن لم یستطع فبقلبه وذلك أضعف الإیمان"(٢) "تم میں سے کوئی جب کوئی غلط کام دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدلنا چاہئے اگر اس کی استطاعت نہیں ہے تو زبان سے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہیں ہے تو دل سے اسے برا جانے، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے"۔

اسی طرح ہاتھ کی عبادت اپنے مسلمان بھائی سے سلام ومصافحہ کرنا ہے جس سے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور دل کی صفائی اور نفس کی سلامتی حاصل ہوتی ہے۔

---

(١) صحیح بخاری: رقم (٦٥٠٢)۔
(٢) صحیح مسلم: رقم (٤٩)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اسی طرح اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور کافروں سے اسلامی حدود کے اندر مقابلہ اور لڑائی کرنا بھی ہاتھ کی عبادتوں میں سے ہے۔

مسلمان عورت بھی اس معاملے میں مرد کی ہم مثل ہے اس کے ہاتھ کی عبادتیں بھی وہی ہیں جو مردوں کی ہیں، اس کے علاوہ بچوں کی صحیح پرورش وپرداخت اور اپنے گھر میں وہ اسباب مہیّا کرنا جو اس کے لئے اللہ کی طاعت وقربت اور شوہر کی رضا پر معاون ہو، وغیرہ بھی اس میں داخل ہے۔

پاؤں کی عبادت: جمعہ، جماعت اور نمازوں کے لئے چل کر جانا ہے، جیساکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ﴾ (یس:۱۲) (ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں ان کے اعمال جو انہوں نے آگے بھیجے اور ان کے نشانات قدم) (یا وہ اعمال بھی جن کو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں) یعنی زمین پر ان کے نشانات قدم، چنانچہ جب بنوسلمہ نے (جن کا محلہ مسجد نبوی سے تھوڑی دوری پر تھا) مسجد نبوی سے قریب بسنا چاہا تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا: "دیارکم تکتب آثارکم"(۱) "اپنے محلّے ہی میں رہو کیونکہ تمہارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں" ﴿ فِي كِتَابٍ لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى ﴾ (طہ:۵۲) (ایسی کتاب میں کہ نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے) اسی طرح اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿ فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا ﴾ (الملک: ۱۵) (تم اس کی راہوں میں چلتے پھرتے رہو) لہذا غور وفکر کے لئے زمین میں چلنا بھی قدم کی عبادت ہے۔

زبان کی عبادت: زبان جو اعضاء میں سب سے عظیم ہے، اس کی عبادت اللہ تعالی کا ذکر، اس کی تسبیح، قرآن مجید کی تلاوت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم: رقم (٦٦٥)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعضاء اور اس کے گناہ

اعضاء وجوارح سے متعلق عبادتوں اور نیک کاموں کے ذکر کے بعد ان کی ضد یعنی معاصی اور گناہوں کا ذکر بھی مناسب ہے، چنانچہ:

آنکھ کا گناہ : حرام کی طرف دیکھنا ہے۔

کان کا گناہ : غیبت ، چغلی ، جھوٹ ، گالی ، گانا اور ان جیسی اللہ کو ناراض کرنے والی چیزوں کا سننا ہے۔

زبان کا گناہ: جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ اور مسلمانوں کا مذاق اڑانا وغیرہ ہے۔

ہاتھ کا گناہ: حرام چیزوں کا لینا ہے، مثلا: چوری کرنا یا کسی مسلمان کو تکلیف دینا اور اس پر ظلم کرنا۔

پاؤں کا گناہ: حرام کی طرف چلنا ہے، گھر میں ہو، کسی بازار میں ہو، کسی قریبی شہر میں ہو خواہ دور کے شہر میں تمام کے تمام پاؤں کے گناہ ہیں۔

نماز میں اعضاء کی عبادتیں

یہاں نہایت ہی اہم اور غور کرنے والی بات ہے کہ نماز جو کہ اللہ تعالی کے نزدیک عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت ہے، اس کے اندر اعضاء کی ہر قسم کی عبادتیں موجود ہیں؛ دل سے لے کر پاؤں تک شاید ہی کوئی عضو ہو جس کا تعلق نماز سے نہ ہو، صحیح نیت کے ساتھ یکسو ہو کر باری تعالی کے لئے خالص متوجہ ہو کر اس اہم عبادت کو ادا کرنا ہوتا ہے، نیز اس کے اندر آنکھ کی عبادت ہے سجدہ کی جگہ کو دیکھنا، اور اس کے اندر کان کی عبادت ہے امام کی قرأت کو سننا اور خاموش رہنا، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ فَاسْتَمِعُوا لَهُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الأعراف:۲۰۴) (اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگادیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو)۔

اور ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن کی تلاوت کے وقت خاموشی سے سننے کا حکم دیا ہے(۱)۔

چنانچہ سورہ فاتحہ کے علاوہ قراءت کے وقت مکمل خاموشی واستماع واجب ہے کیونکہ سورہ فاتحہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور سے پڑھنے کا تاکیدی حکم دیا ہے، آپ کا ارشاد ہے:"لا صَلاة لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ"(۲) "جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوگی" اس میں امام، مقتدی، مفترض اور متنفل سب شامل ہیں۔

اسی طرح عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھا رہے تھے تو آپ پر قراءت بھاری لگی، نماز کے بعد آپ نے پوچھا کہ:"شاید تم لوگ اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو؟" ہم نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، تو آپ نے فرمایا:" لاتَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا"(۳) "ایسامت کیا کرو سوائے سورہ فاتحہ کے کیونکہ جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی"۔

---

(۱) صحیح مسلم: رقم (۴۰۴)۔

(۲) صحیح بخاری: رقم (۷۵۶) صحیح مسلم: رقم (۳۹۴) سنن ابی داود: رقم (۸۲۲) سنن الترمذی: رقم (۲۴۷) سنن النسائی: رقم (۹۱۰) سنن ابن ماجہ: رقم (۸۳۷) وغیرہ۔ (بعض روایتوں میں "فاتحۃ الکتاب" کی جگہ "ام الکتاب" ہے)۔

(۳) اسے ابوداود نے اپنی سنن: رقم (۸۲۳) ترمذی نے سنن: رقم (۳۱۱) ابن حبان نے صحیح: رقم (۱۷۸۵، ۱۷۹۲، ۱۸۴۸) بیہقی نے سنن کبری: (۱۶۵/۲) کے اندر روایت کیا ہے، مختلف شواہد کی بنیاد پر یہ روایت صحیح کے درجے کو پہنچتی ہے، امام ترمذی نے اس حسن قرار دیا ہے۔ اسی معنی کی روایت مختلف کتب سنہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح نماز کے اندر قیام، رکوع، سجدہ اور تشہد میں دوسرے اعضاء کی عبادتیں ہیں ۔ نیز اس کے اندر ذکر واذکار، تلاوت قرآن، تسبیح، تہلیل اور تکبیر کے ذریعہ زبان کی عبادت ہے، چنانچہ دوران نماز انسان کا پورا بدن اللہ کے لئے خشوع اختیار کرتا ہے اور اس کی عبادت میں مشغول رہتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ نماز عبادتوں میں سب سے عظیم، اشرف، قابل قدر اور اللہ تعالی سے زیادہ قریب کرنے والی ہے۔

اور تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ نماز کی اس ظاہری فضیلت کے باوجود بعض نمازیوں کے لئے اللہ تعالی نے سخت وعید سنائی ہے، ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاؤُونَ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾ (الماعون:۴-۷) (ان نمازیوں کے لئے افسوس (اور ویل نامی جہنم کی جگہ) ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں اور برتنے کی چیز روکتے ہیں)۔

پتہ چلا کہ عبادتوں میں صرف ظاہری حرکات کا اعتبار نہیں ہوتا ہے کیونکہ انہیں نمازی کہا گیا ہے اس کے باوجود انہیں "ویل" کی دھمکی دی گئی ہے اور ویل عذاب، ہلاکت اور سزا کے معنی میں ہے کیونکہ وہ اپنے جسم سے نماز پڑھتے ہیں اور ان کا دل خشوع وخضوع سے خالی ہوتا ہے، رخ قبلہ کی طرف ہوتا ہے لیکن دل کہیں اور ہوتا ہے بلکہ ان کا دل غیر اللہ کی طرف ہوتا ہے ، کیونکہ وہ لوگوں کی تعریف کے خوگر ہوتے ہیں یا ان کا اعتبار پانا چاہتے ہیں یا کوئی دوسری دنیاوی غرض ہوتی ہے، وہ اللہ تعالی کے مندرجہ ذیل فرمان کا مصداق ہیں: ﴿وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَاؤُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (النساء:۱۴۲) (جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یاد الہی تو یوں ہی سی برائے نام کرتے ہیں)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باطن کی عبادتیں

باطن کی عبادت، دل کی عبادت، مخفی عبادت، یہ سب عبادات میں عظیم ترین اور اہم ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفاً ﴾ (الروم: ۳۰)(یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دو) چنانچہ اللہ کی طرف متوجہ ہونا اس پر توکل اور بھروسہ کرنا، اور اعمال میں اس کی خوشنودی حاصل کرنا علی الاطلاق عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت ہے، اور دل کی درستگی اور اس کی آرائش اللہ کی محبت اور اس کی مراقبت سے ہوتی ہے، جو کہ مسلمانوں کو گنہ گاروں اور منافقوں سے الگ کر دیتی ہے، اور جس طرح انسان ظاہری خوبصورتی کا خوگر ہے جسے وہ اچھے کپڑے پہن کر اور اچھی صورت بنا کر حاصل کر لیتا ہے اسی طرح ذوق عام کے مظاہر بھی ہیں، لہذا ضروری ہے کہ وہ اپنے باطن کو بھی خوبصورت بنا لے، اور جس طرح وہ ناپسند کرتا ہے کہ لوگ اسے قابل مذمّت حالت میں دیکھیں اسی طرح اس کے لئے یہ جان لینا ضروری ہے کہ باطن کی خرابی اس سے کہیں زیادہ بڑی ہے، کیونکہ اگر باطن خراب ہو تو ظاہری تزئین وزیبائش کسی کام کی نہیں، اسی لئے متنبی کہتا ہے (۱) :

لایعجبنّ مضیماً حسن بزّته　　وهل تروق دفيناً جودة الكفن

" ذلیل اور مظلوم کو اس کے لباس کی خوبصورتی خوش نہیں کر سکتی۔ کیا قبر میں مدفون میت کو بہترین کفن فائدہ پہونچا سکتا ہے؟"۔

نیا اور خوبصورت کفن مردہ جسم پر کیا فائدہ پہونچا سکتا ہے؟ (اسے ہر کوئی جانتا ہے) اسی طرح آدمی اگر اندر سے برا، کینہ پرور، حاسد یا منافق ہو تو اس کی ظاہری خوبصورتی سے اسے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا، شاعر (۲) کہتا ہے:

---

(۱) شرح دیوان المتنبی للواحدی: (۱/۱۲۹)۔

(۲) ابو الفتح البستی / قصیدہ عنوان الحکم: (۱/۳۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا خادم الجسم کم تشقی بخدمته   أتطلب الربح فیما فیه خسران
أقبل علی النفس فاستکمل فضائلها   فأنت بالروح لابالجسم انسان

"اے جسم کے غلام! اس کی غلامی کر کے کتنا خوار ہوگے، تم ایسی چیز میں فائدہ کے خواہش مند ہو جس میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔ نفس پر توجہ دیکر اس کے فضائل کو مکمل کر لو کیونکہ تم (صرف) جسم سے نہیں روح سے (بھی) انسان ہو"۔

ایک دوسرا شاعر (۱) کہتا ہے:

ولاخیرفي حسن الجسوم وطولها   إذالم یزن حسن الجسوم عقول
و کم قد رأینا من فروع طویلة   تموت إذا لم تحیهن أصول

"جسموں کی خوبصورتی اور طوالت میں کوئی خیر نہیں ہے، جب تک کہ ان کی خوبصورتی عقل سے مزین نہ ہو۔ ہم نے بہت ساری لمبی شاخوں کو جب جڑیں ان کو زندہ نہ رکھیں مرتے ہوئے دیکھا ہے"۔

انسان قابل عزت اور پسندیدہ اپنی قوت وضخامت سے نہیں بنتا اگر ایسی بات ہوتی تو جانوروں اور درندوں میں سے کچھ اس سے طاقتور اور جسیم ہوتے ہیں اسی لئے آدمی کا بدن وجسم اس کی برتری کا پیمانہ اور تقدّم کا سبب نہیں ہوتا، کسی شاعر (۲) نے خوب کہا ہے:

تری الرجل النحیف فتزدریه   و فی أثوابه أسد هصور
و یعجبك الطریر فتبتلیه   فیخلف ظنّك الرجل الطري
لقدعظم البعیر بغیرلب   فلم یستغن بالعظم البعیر
بغاث الطیرأکثرها فراخاً   و أم الصقر مقلاة نزور

---

(۱) فرزدق / مجانی الادب فی حدائق العرب (۱۰۵/۴)، معجم الشعراء للمرزبانی (۱۴۰/۱)۔

(۲) کثیر بن عزة / شرح دیوان الحماسة للتبریزی : (۲۱/۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تم کمزور آدمی کو دیکھتے ہو تو اسے حقیر سمجھتے ہو جب کہ وہ اپنے کپڑوں میں ایک خطرناک شیر ہوتا ہے اور کوئی خوبصورت آدمی تجھے بھلا معلوم ہوتا ہے مگر جب اسے پرکھتے ہو تو وہ خوبصورت آدمی تیرے خیالات و گمان کی نفی کرتا ہے ۔ اونٹ بغیر عقل کے بڑا ہو گیا ہے لیکن اس کے بڑا ہونے نے اس کو کوئی فائدہ نہیں پہونچایا گھٹیا پرندے زیادہ بچے دیتے ہیں جب کہ امّ صقر (باز کی ماں) بہت کم بچے دیتی ہے"۔

چنانچہ کثرت، قوت اور ظاہری حسن کا اعتبار نہیں ہوتا ہے بلکہ اعتبار اس چھوٹے ٹکڑے (یعنی دل) کا ہے جو درست ہے تو سارا جسم درست ہے اور خراب ہے تو سارا جسم خراب ہے ۔اللہ تعالی قربانی جیسے عظیم عبادت کے بارے میں فرماتا ہے: ﴿ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ﴾ (الحج :۳۷) (اللہ کو تمہاری قربانی کا گوشت اور خون ہر گز نہیں پہنچتا بلکہ تمہارا تقوی پہنچتا ہے)۔

اس امّت کے صدیق ابو بکر رضی اللہ عنہ ہلکے اور کمزور بدن کے تھے اس کے باوجود ان کا ایمان اگر پوری امّت کے ایمان سے وزن کیا جائے تو بھاری پڑ جائے گا۔

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سابقین اوّلین میں سے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی لوگوں میں سے تھے،اور دیگر لوگوں کے مقابلے اللہ سے زیادہ قریب تھے، جیسا کہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: "اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں (قول و عمل میں تحریف سے) محفوظ لوگوں کو معلوم ہے کہ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) ان کی بہ نسبت اللہ تعالی سے زیادہ قریب ہیں"(۱) اس کے باوجود وہ ناٹے قد کے کمزور اور پتلی پنڈلیوں والے تھے، یہاں تک کہ کبھی کبھی انہیں تیز ہوا اڑا دیتی تھی، زربن حبیش عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: وہ ایک بار

(۱) صحیح بخاری: رقم (۳۷۶۲) سنن ترمذی: رقم (۳۸۰۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اراک(۱) کی جھاڑیوں سے مسواک توڑ رہے تھے چونکہ پتلی پنڈلیوں والے تھے اس لئے ہوا انہیں اڑائے دے رہی تھی اس پر لوگ ہنسنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے سوال کیا: "تم لوگ کیوں ہنس رہے ہو؟" لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ان کی پنڈلیوں کے پتلے پن کی وجہ سے، تو آپ نے فرمایا: "والذی نفسی بیده لهماأثقل فی المیزان من أحد"(۲) "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ان کی دونوں پنڈلیاں میزان (ترازو) میں احد پہاڑ سے بھی بھاری ہیں"۔

جس طرح کچھ لوگ اپنے ظاہر کی آرائش کرتے ہیں اور اپنی شکل وصورت سنوارنے کا اہتمام کرتے ہیں، لیکن اپنے باطن سے غافل ہو جاتے ہیں، اسی طرح یہاں پر ایک دوسرا گروہ بھی ہے جو اپنے بعض نیک اور اچھے اعمال سے جو عام طور پر لوگوں کی نگاہ میں آتے ہیں اپنے ظاہر کو مزیّن کرتا ہے پھر انہیں کبھی نہیں چھوڑتا کیوں کہ لوگ اس سے انہیں دیکھنے کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں، لہذا اگر انہیں چھوڑتا ہے تو لوگ کہیں گے کہ اس کا دین کمزور ہو گیا ہے، یا اس کا اعتبار ان کے نزدیک ختم ہو جائے، اس لئے کہ اس کی قدر و منزلت امام، عالم، مبلّغ، فقیہ یا مفتی وغیرہ کے مناصب کی وجہ سے ہے اگر وہ ان رسوم و اعمال جس کے ظاہر کے لوگ اس سے عادی ہو چکے ہیں کو چھوڑ دیتا ہے تو اسے ڈر ہے کہ لوگ

---

(۱) کثیر ڈالیوں والی جھاڑی جو گرم علاقوں میں اگتی ہے جس کی ڈالیاں نرم ہوتی ہیں اور انہیں مسواک کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ دیکھئے: معجم الرائد/جبران مسعود: (ص ۴۰)، المعجم الوسیط: (۱۴/۱)۔

(۲) مسند أحمد: (۳۹۹۱) أبویعلی: (۵۳۱۰)، طبرانی: (۸۴۵۲) ہیثمی فرماتے ہیں: " احمد ابویعلی اور بزار نے اسے مختلف طرق سے روایت کیا ہے، جن میں سے سب سے بہترین طریق میں عاصم بن ابی النجود ہے ضعف کے باوجود ان کی روایت حسن ہوتی ہے، اور احمد وابویعلی کے باقی رجال صحیح کے رجال ہیں" (مجمع الزوائد ۲۸۹/۹) اس روایت کے دوسرے شواہد بھی ہیں جس سے یہ صحیح لغیرہ تک پہنچ جاتی ہے، دیکھئے: تحقیق مسند الامام احمد: (۳۹۹۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی بے عزتی نہ کردیں،اس لئے وہ ان ظاہری اعمال کی پوری محافظت کرتا ہے تاکہ لوگوں کے نزدیک اس کا مرتبہ نہ ٹوٹے، وہ ان کا اہتمام سنّت کی موافقت کرتے ہوئے اور اللہ کی طاعت کا حرص لے کر نہیں کرتا بلکہ اس کا باطن دنیا کی محبت اور شرف وعزت، مقام و مرتبہ اور جاہ ومنصب کی محبت سے معمور ہوتا ہے، چنانچہ یہ مقاصد اس کے دل کو منتشر کر دیتے ہیں اور اس کی سوچ کو اسی میں مشغول کر دیتے ہیں، لہذا وہ آخرت اور اس کی تیاری کے بارے میں نہیں سوچ پاتا اور نہ ہی امت، اس کے مصائب ومشاکل اور ان سے بچاؤ کے طریقوں کے بارے میں سوچ پاتا ہے اور نہ ہی دعوت الی اللہ، اس کی تبلیغ، اس کی راہوں کو آسان کرنے اور اس کے اعمال کی تطویر وتنسیق کے بارے میں سوچ پاتا ہے، لہذا اس کی سوچ محدود اور چھوٹی ہو جاتی ہے، اور بسا اوقات اس کی قوت عقل بغیر فائدہ کے زائل ہو جاتی ہے، یا اس کا دل قابل قدر اور عظیم مشاعر و فکر سے خالی ہوتا ہے، جیسے: اللہ تعالی کی محبت، نیک بندوں کی محبت، اللہ کا خوف اور اس سے ثواب کی امید وغیرہ جو دل کے اعمال میں سے ہیں کیونکہ دل محبت، نفرت، رضا، ناراضگی، خوشی، غم اور ان جیسے اعمال کی جگہ ہے، اسی لئے اللہ تبارک وتعالی کافروں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ﴾ (محمد:۲۸) (یہ اس بناپر کہ یہ وہ راہ چلے جس سے انہوں نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اس کی رضامندی کو برا جانا، تو اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دئے)۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وإن حملت على المنافقين فهو إشارة إلى ما أضمروا عليه من الكفر . وكرهوا رضوانه يعني الإيمان.فأحبط أعمالهم أي ما عملوه من صدقة وصلة رحم و غيرذلك"(۱)" اگر اس (آیت) کا مصداق منافقین کو مانا جائے تو اس سے جو کفر انہوں نے اپنے

(۱) دیکھئے: الجامع لأحکام القرآن: (۲۵۱/۱۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دل میں چھپا رکھاہے، اوراللہ کی رضا یعنی ایمان کوناپسند کرتے ہیں اس کی طرف اشارہ ہے۔ لہذااللہ تبارک وتعالی نے ان کے ذریعہ کئے گئے صدقہ اورصلہ رحمی وغیرہ جیسے اچھے اعمال کواکارت کردیا"۔

یہاں یہ غورکرنے کامقام ہے کہ کس طرح دل اصل ومحورہے جس سے تمام امور کا صدورہوتاہے، پھراس بندے کی کیاقیمت ہے جوبسااوقات ظاہری طورپر عمل کرتاہے لیکن دل میں اسے ناپسند کرتاہےاور بعض گناہ چھوڑدیتاہے، لیکن دل سے اسے پسند کرتاہے، اوراس کے حصول کی آرزوکرتاہےاورحاصل ہوجانے پر خوش ہوتاہےاوریہی چیز بندے کے اندررہتی ہے یہاں تک کہ وہ معصیت کاارتکاب کرنے لگتاہے اور طاعت کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔

اسی طرح جوآدمی اللہ تعالی کی ناپسندیدہ شئ سے محبت کرتاہے اورپسندیدہ شئ کوناپسند کرتا ہے یقینی طورپراس کےاعضاءوجوارح اس کے دل کے تابع ہوتے ہیں۔

یہ چیزواضح ہے کہ غیراللہ سے محبت کاتعلق، یالوگوں کاڈریابیماری یاغربت کاڈر، یا حکومت وغیرہ کا خوف کہ وہ اسے نقصان نہ پہونچا دے، نیز مخلوق سے امیدولالچ کہ ان سے دنیاوی فائدہ حاصل ہوجائےگایااحتیاج یانوکری یااہل وعیال یامال ودولت سے نقصان وضررکودورکرنا وغیرہ، جب دل ان چیزوں سے متعلق ہوجاتاہے اوران سے رغبت بڑھ جاتی ہے تووہ ایک طرح سے حاکم ہے جواعضاءکوان کاکام املاءکراتاہے، اس وقت اعضاءدل کے تابع ہوتے ہیں اورجب دل چاہت، خوف یاامید کی وجہ سے ان امورسے ہٹ جاتاہے توتمام اعضاء اس کے تابع ہوجاتے ہیں، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ألا وإن فی الجسدمضغة إذاصلحت صلح الجسدكله وإذا فسدت فسد الجسد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كله ألا وهي القلب"(١)" جسم کے اندر ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ ٹکڑا دل ہے"۔

چنانچہ دل اعضاء کو جو راستہ دکھاتا وہ اسی پر چلتے ہیں، اسی لئے اللہ تعالی نے اخروی نجات کو دل کی درستگی پر منحصر کر دیا ہے، فرماتا ہے: ﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ (الشعراء: ٨٨- ٨٩) (جس دن مال و اولاد کچھ کام نہ آئیگی لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالی کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے گا)۔

لہذا جو آدمی قلب سلیم کے ساتھ آئے گا اسے اس کا مال، اولاد، عمل اور اس کے اعضاء اسے نفع دیں گے اور جو شخص مردہ یا بیمار دل کے ساتھ آئے گا اسے نفع نہیں دیں گے۔

جس کا دل اللہ کی محبت، صلحاء کی محبت، خیر کی محبت اور اللہ تعالی کے خوف و امید جیسے اچھے اور نیک امور سے خالی ہو اسے اللہ تعالی نے بے دل شمار کیا ہے اگرچہ (دل کا) ٹکڑا موجود ہو لیکن وہ خالی اور ویران ہوتا ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ﴾ (فاطر: ٢٢) (زندہ اور مردے برابر نہیں ہوتے) یعنی مومن اور کافر اور گنہ گار اور متقی برابر نہیں ہوتے، نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ﴾ (الأنعام: ١٢٢) (ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دیدیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے) اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مثل الذى يذكر ربه والذى لايذكرربه مثل الحيّ والميت "(٢) "اس آدمی کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ہے زندہ اور مردے کی ہے" اور

---

(١) صحیح بخاری: رقم (٥٢) و صحیح مسلم: رقم (١٥٩٩)۔
(٢) صحیح بخاری: رقم (٦٤٠٧) و صحیح مسلم: رقم (٧٧٩)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ ﴾ (ق : ۳۷) (اس میں ہر صاحب دل کے لئے عبرت ہے)۔

یہ تمام باتیں اس بڑی حقیقت کا مظہر ہیں جس کا اہتمام مطلوب وممدوح ہے، چنانچہ دل کی درستگی اور باطنی مقاصد کی سلامتی یہ وہ بنیادیں ہیں جن پر تمام اعمال کا دار و مدار ہے، جب دل فاسد ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ کوئی بھی عمل نفع بخش نہیں ہوتا کیوں کہ اس وقت نیت فاسد ہو جاتی ہے اور مقصد بگڑ جاتا ہے اور انسان منحرف ہو جاتا ہے لہذا دل ظاہری اعمال کا مصدر ہے، اور باطن کی عبا تیں درست وسالم ہیں تو ظاہری اعمال کا اعتبار ہوتا ہے۔

نیک اعمال کا در و مدار نیت پر ہے

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "إنّما الأعمال بالنيات" "نیک اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے" یہاں پر اعمال سے سارے (نیک) اعمال مراد ہیں، اس لئے کہ اعضاء کے اعمال کی صحت و قبولیت کا انحصار نیت پر ہے "إنمالكل امرئ مانوى "(۱) "اور ہر آدمی کو اس کی نیت کے اعتبار سے ثواب ملتا ہے" اس (جملہ) کے اندر دل کے اعمال (جن کا تعلق نیت وارادہ سے ہے) داخل نہیں ہیں کیونکہ وہ حقیقت میں صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے ہوتے ہیں، مثلاً: خوف، امید اور محبت بر خلاف ظاہری اعمال کے جن تک ریاء کاری اپنا راستہ بنا لیتی ہے، بلکہ دل کے اعمال کے فضائل میں سے یہ ہے کہ اسے بسا اوقات بغیر عمل کئے ثواب حاصل ہو جاتا ہے، اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے غزوۂ تبوک سے واپسی میں مدینہ کے قریب پہنچ کر اپنے اصحاب سے فرمایا: "إن في المدينة أقواماً ماسرتم مسيراً و لاقطعتم وادياًإلا كانوا معكم" مدینہ کے اندر کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو پوری راہ اور ہر وادی میں جن سے تم گذرے تمہارے

(۱) صحیح بخاری: رقم (۱) و صحیح مسلم: رقم (۱۹۰۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ رہے ہیں" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اس حال میں جب کہ وہ مدینہ ہی میں رہے؟ تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: "وهم بالمدينة حبسهم العذر"(۱) "ہاں وہ مدینہ ہی میں رہے ان کو عذر نے روک رکھا ہے" اسی معنی میں شاعر نے کہا ہے(۲):

یا راحلین إلى البیت العتیق لقد سرتم جسوماً و سرنانحن أرواحاً
إنا أقمنا على عذر نكابده ومن أقام على عذر كمن راحا

"اے خانہ کعبہ کی طرف جانے والے تم جسم کے ساتھ چلے اور ہم روح کے ساتھ چلے کیوں کہ ہم تکلیف دہ عذر کی وجہ سے رک گئے، اور جو عذر کی وجہ سے رک جاتا ہے وہ جانے والے ہی کی طرح ہوتا ہے"۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: "جنت میں کچھ ایسے لوگ بھی جائیں گے جنہوں نے کوئی نیک عمل نہیں کیا ہوگا کیوں کہ ان کے اور عمل کے درمیان (موت کو) حائل کر دیا گیا ہوگا" ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سے پوچھا کرتے تھے کہ: ایسے آدمی کے بارے میں بتاؤ جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور جنت میں داخل ہوگیا؟ لوگوں نے اس سوال کا جواب نہ دے کر خود انہیں سے سوال کیا تو آپ نے بتایا: "أصیرم بنی عبدالأشہل عمرو بن ثابت بن وقش"(۳) واقعہ یہ ہے کہ اصیرم ابتداء میں اسلام کے دشمنوں میں سے تھے اور اپنی قوم کو اسلام لانے سے روکتے تھے، جب اللہ کے رسول ﷺ غزوۂ احد کے لئے نکل گئے تو یہ اسلام لائے اور

(۱) صحیح بخاری: رقم (۴۴۲۳)۔

(۲) لطائف المعارف: (۲۳۸/۱)۔

(۳) مسند احمد: (۲۳۶۳۴)، اس روایت کو ہیثمی نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ: "اس کے رجال ثقات ہیں" حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۲۵/۶) اور الاصابہ (۵۰۱/۴) کے اندر اسے حسن قرار دیا ہے، اس واقعہ کو ابوداود نے سنن (رقم: ۲۵۳۷) طبرانی نے معجم کبیر (۳۹/۱۷) ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ (رقم: ۴۹۶۵) حاکم نے مستدرک (رقم: ۲۵۳۳) اور بیہقی نے سنن کبری (رقم: ۱۸۵۴۳) کے اندر ذکر کیا ہے، امام البانی نے صحیح سنن ابی داود (رقم: ۲۲۸۸) کے اندر اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلوار اٹھا کر لڑائی میں شامل ہوگئے اور زخمی ہو گئے بنی عبدالاشہل کے لوگ جب اپنے شہداء کو تلاش کر رہے تھے تو یہ زخمی حالت میں ملے، لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ تو اسلام کا انکار کیا کرتے تھے اور ان کو گھر پر چھوڑ کر آئے تھے؟ ان سے پوچھا : قوم کی مدد کو آئے تھے یا اسلام کی رغبت تھی؟ تو انہوں نے کہا:" اسلام کی رغبت تھی ،میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لایا پھر تلوار لے کر آپ کی مصاحبت کے لئے نکل پڑا، لڑتا رہا یہاں تک کہ زخمی ہوگیا" اتنا کہہ کروہ ان لوگوں کے ہاتھوں میں شہید ہوگئے،اس بات کا ذکر ان لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا:"یہ جنتیوں میں سے ہیں"۔

عبداللہ بن المبارک کا قول ہے:" رب عمل صغیر تکبره النية ورب عمل كبير تصغره النية"(۱)"بہت سارا چھوٹا عمل نیت اسے بڑا کر دیتا ہے اور بہت سارا بڑا عمل نیت اسے چھوٹا کر دیتا ہے"۔

ہجرت جیسی عظیم عبادت کے سلسلے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله فهجرته إلى الله ورسوله ومن كانت هجرته إلى الدنيا أو إمرأة ينكحها فهجرته إلى ما هاجرإليه"(۲) "اگر کسی نے ہجرت دنیا طلبی کے لئے کی ہے یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے کی ہے تو اس کا اعتبار اس کی نیت کے مطابق ہی ہوگا (یعنی اس کو ہجرت کا ثواب نہیں ملے گا)۔

غلط اور برے اعمال میں نیت کا اعتبار

اعمال کا تعلق یا تو عبادات سے ہوتا ہے یا پھر غیر عبادات سے، اور ہر دو صورت میں نیت کا قطعاً اعتبار نہیں ہوتا، مثلاً کسی نے اللہ کے تقرب کے لئے کوئی کام یا عبادت کیا جس کا بیان قرآن

---

(۱) شرح جامع العلوم والحکم: (۷۱/۱)۔
(۲) صحیح بخاری: رقم (۱) صحیح مسلم: رقم (۱۹۰۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وسنت میں نہیں ہے ،اس پر نیت خواہ کتنی ہی اچھی ہو سبب گناہ ہے۔اور اسی چیز کو شریعت میں بدعت سے تعبیر کیا گیا ہے، جیسے اگر کوئی آدمی پانچ کی جگہ دن اور رات میں چھ وقت کی نماز ادا کرتا ہے یا دو رکعتوں والی نماز کو چار کر کے پڑھتا ہے یا اسی طرح کیا کوئی بھی عمل کرتا ہے جس کا تعلق عبادت سے ہے اور اس میں اس کی یہ نیت ہوتی ہے کہ آخر نیک کام ہی تو ہے جتنا زیادہ کیا جائے اتنا ہی اجر ملے گا، تو یہ اس کی غلطی ہے، کیونکہ عبادتوں کے لئے بنیادی قاعدہ ہے کہ ہر عبادت حرام ہے الا یہ کہ اس کا حکم یا ثبوت قرآن وسنت سے ہو جسے فقہاء کی زبان میں توقیف کہا جاتا ہے۔

یہاں اس چیز کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ کچھ لوگ عبادات اور دیگر اعمال وعادات کو ایک دوسرے پر پیش کرکے اور آپس میں خلط مبحث کر کے لوگوں کے ذہن میں یہ بات ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ شریعت میں اشیاء کی اصل حلت ہے اس لئے وہ اعمال جائز ہیں جن کو شریعت میں منع نہیں کیا گیا ہے ،ایسے لوگوں کی یہ باتیں یا تو دین سے جہالت اور لاعلمی کی بنیاد پر ہوتی ہیں یا پھر اپنے گمراہ کن موقف کو غلط طریقے سے رائج کر کے اپنے غلط اور شرکیہ وبدعیہ مقاصد کو حاصل کرنے کرنے کے لئے۔

یہ بات سمجھنے کی ہے کہ دین میں بطور عبادت کسی عمل کو کرنا الگ چیز ہے اور عادات معاملات الگ۔

عبادات کے علاوہ دیگر چیزوں کی اصل بلاشبہ جائز اور مباح ہے، جب تک کے شریعت کی جانب سے اس کی حرمت وممانعت کے لئے کوئی حکم یا علت موجود نہ ہو برخلاف عبادات کے۔

اس لئے جب تک کوئی عبادت قرآن وسنت سے ثابت نہ ہو اس کا کرنا نہ یہ کہ جائز نہیں ہے بلکہ سبب گناہ وعذاب ہے کیوں کہ ایسا کرنا شریعت سازی کے زمرے میں آتا ہے ، اور جس کے لئے قرآن وسنت میں وعید شدید وارد ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح دنیاوی امور میں صحیح اور نیک نیت لے کر کوئی آدمی غلط راستہ اور طریقہ اختیار کرتا ہے تو اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، کیونکہ غلط چیز کے لئے بظاہر نیت چاہے جو بھی ہو صحیح نہیں ہوسکتی، مثال کے طور پر کوئی آدمی غریبوں کی مدد کے لئے چوری یا ڈکیتی کرے یا بال بچوں کی بہترین پرورش کے لئے سود یا رشوت لے یا کوئی اور غلط ذریعہ اختیار کرے۔ اس طرح کی ڈھیروں مثالیں ملتی ہیں جنہیں ذکر کیا جائے تو بات لمبی ہوتی چلی جائے گی۔

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاء کاری کی تعریف؟

ریاء کاری کی لغوی تعریف:

ریاء عربی لفظ ہے جو)الرؤیة(یامادة (رأی)سے مشتق ہے،جس کا مطلب ہوتا ہے:

"لوگوں کو دکھاوے کے لئے کوئی کام انجام دینا"۔

کہاجاتاہے:"تراءی الجمْعان" یعنی دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دکھایا"۔

گویا آدمی اپنے عمل کا خود خلاف مقصد اظہار کرے تاکہ لوگ اس کو دیکھیں۔(۱)۔

ریاء کاری کی شرعی واصطلاحی تعریف:

علماء نے ریاء کاری کی مختلف الفاظ میں تعریف کی ہے، جن سب کا مستفاد یہ ہے کہ: عبادات کواللہ تعالی کے لئے بجالانااور ساتھ میں اس کالوگوں کے لئے اظہار کرناتاکہ لوگ اس پر اس کی تعریف کریں۔۔۔"یا"عبادت کااظہار لوگوں کودکھانے کی غرض سے کرنا"(۲)۔

نیز ظاہری اعمال کی مخالفت کو بھی ریاء کاری کہاجاتاہے، کیونکہ اسے لوگوں کی تعریف وتوصیف کی غرض سے باطنی مقاصد کے تحت مخفی رکھاجاتاہے۔

حافظ ابن حجر کے بقول:"لوگوں کودکھاوے کی غرض سے عبادت کااظہار تاکہ وہ اس کی تعریف کریں"(۳)۔

اورامام غزالی کے بقول:"خیر کے کاموں کولوگوں کے سامنے اظہار کرکے ان کے دلوں میں مرتبہ کا حصول، گویااللہ کی طاعت کے ذریعہ لوگوں کاقصد کرنا"(۴)۔

---

(۱) معجم المعانی،المعجم الوسیط،لسان العرب،اورالقاموس المحیط وغیرہ(مادۃ:رأی)۔

(۲) الدین الخالص/نواب صدیق حسن خان:(۲/۳۷۹)۔

(۳) فتح الباری:(۱۸/۳۳۶)۔

(۴) إحیاءعلوم الدین:(۲/۴۸۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور امام حسن بصری فرماتے ہیں: "تعریف وتوصیف کی چاہت ہی ریاءکاری ہے"(۱)۔

امام صنعانی فرماتے ہیں: "ریاءکاری یہ ہے کہ آدمی غیر اللہ کا لحاظ کرتے ہوئے نیکی کرتا ہے اور معصیت وگناہ چھوڑ دیتا ہے، یا اس کی خبر لوگوں کو دیتا ہے یا کسی دنیوی مقصد کے پیش نظر (مثلاً مال وغیرہ کی چاہت میں) چاہتا ہے کہ لوگ اس کے عمل کو جانیں"(۲)۔

ریاء اور سمعہ میں فرق:

ریاء اور سمعہ میں فرق یہ ہے کہ سمعہ کے اندر اعمال کو اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس کی بابت لوگوں تک پہنچے۔یعنی آدمی کوئی عمل کرتا ہے پھر اسے لوگوں کو بتاتا ہے تاکہ اسے شہرت ملے اور لوگ اس کی تعریف کریں۔اور ریاءکاری کے اندر ظاہری اعمال کو لوگوں کو دکھانے کے لئے کیا جاتا ہے، امام بخاری نے صحیح کے اندر باب باندھا ہے"باب الرياء والسمعة" اور اس کے اندر حدیث"من سمع سمع الله به ومن رأى رائى الله به"کو ذکر کیا ہے(۳)۔

اور بسا اوقات سمعہ کو ریاء بھی کہا جاتا ہے،ابن عبدالسلام کے بقول:"الرياء أن يعملَ لغير الله، والسُّمعة أن يُخفِي عملَه لله، ثم يُحدِّث به الناس"(۴)"یعنی غیر اللہ کی خوشنودی کی خاطر عمل کو ریاء کہا جاتا ہے،اور سمعہ کہتے ہیں کہ پہلے عمل کو اللہ کے لئے مخفی طور پر کرتا ہے اور پھر اسے لوگوں کو بتاتا پھرتا ہے"۔

(۱) الأولیاء/لابن ابی الدنیا:(۶۹/۱)۔
(۲) سبل السلام:(۱۸۴/۴)۔
(۳) فتح الباری:(۳۳۶/۱۸)۔
(۴) فتح الباري: (۳۳۶/۱۸)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور بقول غزالی: "السُّمعة– تتعلَّق بحاسة السَّمْع، والرياء يتعلَّق بحاسَّة البصر"(۱) "سمعہ سننے سے متعلق ہے اور ریاء کا تعلق نگاہ وبصر سے ہے"۔

اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "المراد بالسُّمعة نحو ما في الرياء لكنها تتعلَّق بحاسة السَّمْع، و الرياء بحاسَّة البصر" (۲) "سمعہ سے وہی مراد ہے جو ریاء سے ہے لیکن سمعہ سننے سنانے سے متعلق ہے اور ریاء کا تعلق نگاہ وبصر سے ہے"۔اس بنیاد پر قلبی اعمال جیسے: خوف ورجاء وغیرہ میں ریاءکاری نہیں ہوسکتی، برخلاف سمعہ کے کیوں کہ آدمی بسا اوقات لوگوں کی تعریف کی غرض سے اپنے دل کے اعمال کو ان سے بیان کرتا ہے۔

ریاء اور عجب میں فرق :

عجب کہتے ہیں: خود کو ایسے رتبہ کا مستحق سمجھنا جس کا کہ وہ اہل نہیں (۳)۔

امام غزالی عجب کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: نعمت کو بڑا سمجھنا اور اس کی طرف میلان یہ بھول کر کہ اس کا حقیقی منعم اللہ عز وجل ہے(۴)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ عجب اور ریاء کے درمیان فرق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "عام طور پر ریاء عجب کے مقارن ذکر کیا جاتا ہے، چنانچہ ریاء اشراک بالخلق کے باب سے ہے اور عجب اشراک بالنفس کے باب سے، اور یہی حال کبر کرنے والے کا ہے، لہذا ریاءکار ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ ﴾ کی شرط پوری نہیں کرتا اور صاحب عجب ﴿ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾ کی شرط پوری نہیں کرتا، پس جو آدمی ﴿ إِيَّاكَ

(۱) إحياء علوم الدين: (۲/۲۸۳)۔
(۲) فتح الباري : (۱۸/۳۳۶)۔
(۳) التعریفات للجرجانی: (ص۵۰۴)۔
(۴) إحياء علوم الدين: (۳/۳۷۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نَعۡبُدُ ﴾ کی شرط پوری کر لے وہ ریاءکاری سے نکل جاتا ہے،اور جو ﴿ وَإِیَّاكَ نَسۡتَعِینُ ﴾ کی شرط پوری کر لے اعجاب سے نکل جاتا ہے" (۱)۔

ماوردی کے بقول: جب کبر اور عجب کسی کے اندر اکٹھے ہو جائیں تو فضائل کو ختم کر دیتے ہیں اور رذالت اور بری عادتوں کا سبب بنتے ہیں، جس پہ غالب آ جائیں نہ وہ نصیحت سن سکتا ہے اور نہ ہی ادب کی باتیں قبول کر سکتا ہے"(۲)۔

ریاءکاری کے اقسام

بنیادی طور پر ریاکاءری دو طرح کی ہوتی ہے : منافق کی ریاءکاری اور مسلمان کی ریاءکاری، منافق کی ریاءکاری دین کی بنیاد اور اصل میں ریاءکاری ہوتی ہے کیونکہ منافق اسلام کا اظہار کر کے کفر کو اپنے دل میں چھپائے ہوتا ہے ،اور دین کی بعض بنیادی باتوں مثلا: جہاد اور حدود وغیرہ کا انکار کرتا رہتا ہے۔

اور مسلمان کی ریاءکاری عبادات وعمل کی تحسین میں ہوتی ہے، جس سے کہ وہ لوگوں کی تعریف وخوشنوی حاصل کر سکے،اور اس کی بھی مختلف صورتیں ہیں:

* - عبادتوں کو لوگوں کی تعریف کے لئے کرنا یا اللہ کی خوشنودی اور لوگوں کی تعریف دونوں مقصود ہو۔دونوں ہی صورتیں حرام ہیں، کیونکہ عبادت صرف اللہ کے لئے ہونی چاہئے۔

*- عبادات کے علاوہ نیک اعمال میں دکھاوہ، یہ عبادات میں دکھاوہ کی طرح حرام تو نہیں ہے لیکن مذموم ہے کیونکہ اس کا ہدف بھی دنیوی ہوتا ہے، جس پر اجر نہیں ملتا ہے۔

* - طاعات وعبادات کو دنیاوی فائدے کے لئے انجام دینا، یہ اس لئے حرام ہے کیونکہ یہ اللہ کی طاعت کے ذریعہ متاع دنیا کے حصول کا قصد ہے۔

---

(۱) إقامۃ الدلیل علی إبطال التحلیل: (۳/۴۴۵)،ومجموع فتاوی: (۱۰/۲۷۷)۔

(۲) أدب الدنیا والدین: (ص۲۳۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاءکاری کے اسباب و مقاصد

لوگوں کی حالات وظروف اور ضرورت و ونیت کے اعتبار سے ریاءکاری کے مختلف اسباب ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱ - جہالت: جہالت ریاکاری کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے۔

ریاکاری اور دیگر معنوی امراض کی چند قسموں کا ذکر کرنے کے بعد امام ابن القیم فرماتے ہیں: "یہ معنوی بیماریاں جب دلوں میں داخل ہوجائیں تو آفت بن جاتی ہیں، اور کبیرہ گناہوں میں سے ہیں اور یہ آفات و مصیبتیں دل کی عبودیت سے ناواقفیت اور اس کو ترک کرنے کی وجہ سے ہوتی ہیں"(۱)۔

۲ – جاہ و حشمت کی چاہ: جو آدمی لوگوں کے دلوں میں اپنا ایسا مقام بنانا چاہتا ہے جس کا کہ وہ اہل نہیں ہے عام طور پر اپنی عبادات کو ان کے سامنے مزین کرکے پیش کرتا ہے، واضح رہے کہ جاہ کی طلب یا تو بذریعہ دنیا کی جاتی ہے یا بذریعہ دین، بذریعہ دنیا طلب جاہ جیسے کبر وغرور اور فساد وبگاڑ کے ذریعہ امارت وسیادت وغیرہ کی چاہ، اس طرح کی چاہ سے آخرت کی خیر سے محرومی ہوتی ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (القصص: ۸۳) (یہ آخرت کا گھر ہے جسے ہم نے ان لوگوں کے لئے تیار کر رکھا ہے جو زمین میں فساد نہیں پھیلاتے، اور اچھا انجام تو پرہیزگاروں کے لئے ہی ہے۔)

اور اگر طلب جاہ بذریعہ دین ہو جیسے عمل، علم، زھد وغیرہ تو یہ نہایت ہی خطرناک امر ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَن تعلَّم عِلمًا مما يُبتغَى به وجهُ

---

(۱) مدارج السالکین: (۱/۱۱۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللّٰہ، لا یتعلَّمه إلا لیصیبَ به عرَضًا من الدنیا، لم یَجِدْ عَرْفَ الجنة – یعني: ریحها – یومَ القیامة"(۱) "جس کسی نے ایسا علم جو اللہ کی رضا کے لئے حاصل کیا جاتا ہے دنیا طلبی کے لئے حاصل کیا قیامت کے روز جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" إن أول الناس یُقضی یوم القیامة علیه رجلٌ استشهد فأُتيَ به فعرَّفه نعمَه فعرفها، قال فما عملت فیها؟ قال: قاتلت فیك حتی استشهدت، قال کذبت، ولکنك قاتلت لأن یقال هو جريء، فقد قیل، ثم أمر به فسُحبَ علی وجهه حتی ألقي في النار، ورجلٌ تعلَّم العلم وعلَّمه وقرأ القرآن فأتي به فعرَّفه نعمَه فعرفها، قال فما عملت فیها؟ قال: تعلمت العلم وعلمته وقرأت فیك القرآن، قال کذبت، ولکنك تعلمت لیقال هوعالم وقرأت القرآن لیقال هو قارئ، فقد قیل ثم أمر به فسُحبَ علی وجهه حتی ألقي في النار، ورجلٌ وسع اللّٰه علیه وأعطاه من أصناف المال فأتي به فعرفه نعمه فعرفها، قال فما عملت فیها؟ قال: ما ترکت من سبیل تحب أن ینفق فیها إلا أنفقت فیها لك، قال کذبت، ولکنك فعلت لیقال هو جواد، فقد قیل ثم أمر به فسُحبَ علی وجهه ثم ألقي في النار " (۲) "بروز قیامت سب سے پہلے جن لوگوں کا فیصلہ کیا جائے گا ان میں ایک ایسا آدمی ہوگا جو شہید ہوگا، اس کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ ان کو پہچان لے گا، پھر کہے گا: تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا (اللہ تعالیٰ) کہے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، تو نے جہاد اس لئے کی کہ تجھ کو بہادر کہا جائے،

(۱) سنن ابی داود: رقم (۳۶۶۴) وابن ماجة: رقم (۲۵۲)، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: صحیح سنن ابن ماجة: رقم (۲۵۲)۔
(۲) صحیح مسلم: رقم (۱۹۰۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ایسا (دنیا میں) کہہ لیا گیا پھر حکم دے گا اور اسے گھسیٹتے ہوئے جہنم میں منہ کے بل ڈال دیا جائے گا، اور ایسا آدمی لایا جائے گا جس نے علم حاصل کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا اور قرآن پڑھی، اللہ تعالی اس سے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ ان کو پہچان لے گا، پھر کہے گا: تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: علم حاصل کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا اور تیری رضا کے لئے قرآن پڑھی (اللہ تعالی) کہے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، تو نے علم اس لئے حاصل کیا کا تجھے عالم کہا جائے، اور قرآن اس لئے پڑھی کہ قاری کہا جائے، اور ایسا (دنیا میں) کہہ لیا گیا پھر حکم دے گا اور اسے گھسیٹتے ہوئے جہنم میں منہ کے بل ڈال دیا جائے گا، اور ایسا آدمی لایا جائے گا جسے اللہ نے کشادگی دی اور مختلف قسم کی دولت سے نوازہ، اللہ تعالی اس سے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ ان کو پہچان لے گا، پھر کہے گا: تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: میں نے کوئی ایسا راستہ نہیں چھوڑا جس میں تو خرچ کرنا پسند فرماتا ہے مگر اس میں خرچ کیا (اللہ تعالی) کہے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے، تو نے خرچ اس لئے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے، اور ایسا (دنیا میں) کہہ لیا گیا پھر حکم دے گا اور اسے گھسیٹتے ہوئے جہنم میں منہ کے بل ڈال دیا جائے گا"۔

۳ - **دوسروں کی چیزوں کی لالچ:** آدمی بسا اوقات دوسروں کی دسترس میں موجود چیزوں کی لالچ میں بہت سارے اعمال کے اندر ریاءکاری سے کام لیتا ہے تا کہ اس تک اس کی رسائی ہو سکے۔

۴ - **مذمت و تنقیص سے بچاؤ:** جیسے آدمی نہیں چاہتا کہ لوگ اسے بخیل، بزدل یا جاہل وغیرہ کا طعنہ دیں۔ لہذا وہ سخاوت، بہادری یا عالم ہونے کا دکھاوہ کرنے لگتا ہے۔

۵ - **تعریف و توصیف کی چاہت:** تعریف و توصیف کی چاہت ریاءکاری کے بڑے اسباب میں سے ایک ہے کیونکہ جب کوئی تعریف کا خوگر ہو جاتا ہے تو ہر اس عمل کے اندر ریاء و دکھاوہ کرنے لگتا ہے جس کے ذریعہ لوگوں کی تعریف بٹور سکے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاعر کہتا ہے(۱) :

يامبتغي الحمدوَ النَّوَالاَ   في عملٍ تبتغي محالا
قد خيب الله ذا رياء   و أبطل السعي و الكلالا
من كان يرجولقاء ربه   أخلص من أجله الفعالا
الخلد و النار في يديه   فرائه يعطيك النوالا
وَالنَّاسُ لاَيَمْلِكُونَ شَيْئًا   فَكَيْفَ رَاءَيْتَهُمْ ضَلاَلاَ

"اے عمل کے اندر تعریف اور عطایا و بخشش کے خواہشمند تم محال چیز کی چاہت رکھے ہوئے ہو۔اللہ تعالی ریاءکار کو نامراد بنادیتا ہے، اور اس کی کوشش و محنت کو بے کار کردیتا ہے۔جو آدمی اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھتا ہو اس اپنے عمل کو اس کے لئے خالص رکھنا چاہئے۔جنت اور جہنم اسی (اللہ) کے ہاتھ میں ہے، تو تم اسی کو دکھاؤ تمہیں عطا فرمائے گا۔لوگ کسی چیز کے مالک نہیں ہیں تو کیسے تو گمراہ ہو کر ان کے سامنے دکھاوہ کرنے لگے"۔

٦ - مال و دولت کی خواہش: مال و دولت کی لالچ و خواہش بھی ریاءکاری کے اسباب میں سے ایک ہے، ایسے ہی لوگوں کے سلسلے میں شاعر کہتا ہے(۲) :

أَظْهَرُوا لِلنَّاسِ زُهْداً   وَعَلَى الدِّينَارِ دَارُوا
وَ لَهُ صَلَّوْا وَ صَامُوا   وَ لَهُ حَجُّوا وَ زَارُوا
لَو يُرَى فَوْقَ الثُّريّا   وَ لَهُمْ رِيشٌ لَطَارُوا

(۱) فیض القدیر/المناوی: (۴/۴۸۳) ومنہاج العابدین الی جنۃ ربِّ العالمین: ص(۲۹۵)۔

(۲) جواہر الأدب/احمد ابراہیم الہاشمی: (۲/۴۸۹) ان اشعار کی نسبت رابعہ العدویۃ (متوفیۃ سنہ ۱۸۰ھ) کی طرف کی جاتی ہے اور بعض لوگوں نے محمود بن حسن الوراق (متوفی سنہ ۲۳۰) کی طرف کی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یہ لوگوں کے لئے زھد کا اظہار کرتے ہیں جبکہ مقصد دینار کا حصول ہوتا ہے۔ دینار کے لئے ہی نماز پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں، اور اسی کے لئے حج و زیارت کرتے ہیں۔ اگر (دینار) ثریا پر دکھ جائے اور ان کو پر لگے ہوں تو (وہاں بھی) اڑ (کر چلے) جائیں "۔

ریاء کاری کا حکم

قرآن و سنت کے اندر ریاء کار اور ریاء کاری کے مختلف حکم بیان کئے گئے ہیں:

۱- ریاء کاری کو شرک سے تعبیر کیا گیا ہے: واضح رہے کہ شرک کی دو قسمیں ہیں : شرک اکبر اور شرک اصغر، نصوص میں ریاء کو اسی شرک اصغر سے تعبیر کیا گیا ہے، اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴾ [الکھف:۱۱۰] (جسے اپنے رب سے ملاقات کی آرزو ہو اسے عمل صالح کرنا چاہئے اور اپنے رب کی عبادت میں شرک نہیں کرنا چاہئے) نیز فرمایا: ﴿ وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا ﴾ (الفرقان:۲۳) (انہوں نے جو جو اعمال کئے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے اعمال کو اس لئے باطل کر دے گا کیوں کہ انہوں نے اللہ کے لئے نہیں بلکہ اس کے غیر کے لئے کیا اور اس عمل میں اللہ کے ساتھ دوسرے کو بھی شریک کر لیا۔

اسی طرح حدیث میں ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : "إنَّ أخوفَ ما أخاف عليكم الشِّرْك الأصغر"، قالوا: وما الشِّرك الأصْغر يا رسول الله؟ قال: "الرياء، يقول الله – عزَّ وجلَّ – يوم القيامة إذا جازى العباد بأعمالهم:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اذهبوا إلى الذين كُنتم تُراؤون في الدنيا، فانظروا هل تجدون عندَهم الجزاء؟" (۱)

"میں تم پر سب سے زیادہ جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے" لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم شرک اصغر کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "ریاءکاری، قیامت کے دن جب اللہ تعالی بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا تو ان (ریاءکاروں) سے کہے گا: تم جنہیں دنیا میں (اپنے اعمال) دکھاتے تھے ان کے پاس جاؤ اور دیکھو ان سے تم کو بدلہ ملتا ہے"۔

اور حدیث قدسی میں ہے، کہ اللہ تعالی فرماتا ہے: "أنَا أغْنى الشُّركاء عن الشِّرْك، مَن عمِل عملاً أشْرك فيه معي غيري تركتُه وشِرْكه" "میں شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں" (۲)۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مَن سمَّع سمَّع الله به، ومَن راءى راءى الله به" (۳)۔ "یعنی اگر کسی نے کوئی ایسی بات کہی جو ریاءکاری کے طور پر لوگوں کو سنانا چاہتا ہے، اور کوئی عمل ریاءکاری کے طور پر کرتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں، تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس کو لوگوں کے سامنے رسوا کرے گا اور اس کے اعمال کو انہیں دکھائے گا، پھر اس کے ثواب سے اسے محروم کر دے گا اور لوگ دیکھتے رہیں گے"۔

---

(۱) مسند احمد: (۴۲۸/۵) رقم (۳۶۸۰)، طبرانی: (۲۵۳/۴) علامہ البانی نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے، سلسلہ صحیحہ: رقم (۹۵۱)۔

(۲) صحیح مسلم: رقم (۲۹۸۵)۔

(۳) صحیح بخاری: رقم (۶۴۹۹)، وصحیح مسلم: رقم (۲۹۸۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ألاَ أُخبركم بماهوأخوفُ عليكم عندي مِن المسيح الدجَّال؟"، قالوا: بلى، قال: "الشِّرك الخفي، يقوم الرجل يُصلِّي فيُزيِّن صلاته لِمَايرى من نظَر رجل إليه"(۱) "کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتادوں جس سے میں تمہارے بارے میں مسیح دجال سے بھی زیادہ ڈرتا ہوں؟ " صحابہ نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول (ﷺ) ! تو آپ نے فرمایا: " چھپا ہوا شرک، آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے، اور اپنی نماز اچھی طرح اس لئے پڑھتا ہے کہ وہ کسی کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے پا رہا ہوتا ہے"۔

۲ - ریاء کاری حرام، ناپسندیدہ اور علی الاطلاق کبیرہ گناہوں میں سے ہے: جس سے اللہ رب العزت نے منع فرمایا ہے، بلکہ اس سے اپنی سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے، کیونکہ ہر آدمی کا نیک عمل کا ارادہ اللہ کی جانب سے اس کے لئے اس کے اور اللہ کے درمیان ایک راز اور قابل ستر ہے جس کو اس نے اپنے مکر کے ذریعہ ریاء کاری کر کے افشا کر دیا ہے، جو عمل خالص اللہ کے لئے ہونا چاہئے غیر اللہ کے لئے انجام دیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَكْرُ أُولَئِكَ هُوَ يَبُورُ ﴾ [فاطر:۱۰](جو لوگ برائیوں کے داؤں گھات میں لگے رہتے ہیں ان کے لئے سخت تر عذاب ہے اور ان کا یہ مکر برباد ہو جائے گا)۔

امام مجاھد، وسعید بن جُبَیر، وشَھر بن حَوشَب اس کی تفسیر ریاء کاروں سے کرتے ہیں: "هم المراؤون بأعمالهم؛ يعني: يمكرون بالناس، يُوهِمون أنهم في طاعة الله، وهم بُغَضَاءُ إلى الله". "وہ ریاء کار لوگ ہیں، یعنی یہ لوگوں کے ساتھ مکر کرتے ہیں، یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کے وہ اللہ کی طاعت بجالا رہے ہیں، جبکہ وہ اللہ سے بغض کے شکار ہیں"۔

(۱) مسند احمد: (۳/ ۳۰) سنن ابن ماجۃ: رقم (۴۲۰۴) سنن بیہقی: (۴/ ۳۲۹) علامہ البانی نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، دیکھئے: تحقیق علی المشکاۃ: رقم (۵۳۳۳) و صحیح الترغیب والترھیب: رقم (۲۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز اللہ تعالی ریاء کار نمازی سے متعلق فرماتا ہے: (فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ * الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ * الَّذِينَ هُمْ يُرَاؤُونَ * وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ) (الماعون: ۴ – ۷) (ان نمازیوں کے لئے ویل ہے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں اور جو دکھاوہ کرتے ہیں ،اور برتنے والی چیزوں کو روکتے ہیں) ﴿وَيْل﴾ جہنم میں ایک وادی کا نام ہے جس میں دکھاوے کے لئے نماز پڑھنے والے کا ٹھکانا ہوگا، جیسا کہ مفسرین نے بیان کیا ہے۔

ریاء کاروں سے اللہ کی ناراضگی کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے، جس میں ریاء کار شہید، قاری وعالم اور سخی وفیاض کے انجام کا بیان ہے۔

ایک آدمی نے سعید بن المسیب سے پوچھا کہ کوئی آدمی کوئی بھلائی کا کام کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے اور بدلہ دیا جائے؟ تو انہوں نے پوچھا: تم ناراضگی پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، تو فرمایا: "جب تم کوئی عمل اللہ کے لئے انجام دو تو خالص اسی کے لئے کرو"(۱)۔

۳ - ریاء کاری نفاق ہے: ریاء کار ظاہر و باطن میں مختلف ہوتا ہے، لوگوں کے سامنے اپنے باطن کے خلاف اظہار کرتا ہے، اسی لئے اللہ رب العزت نے منافقین کی صفت یہ بیان کی ہے کہ جب وہ مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں تو کچھ اور کہتے ہیں اور کافروں کے پاس کچھ اور، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: (وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ) (البقرة: ۱۴) (اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے شیاطین (مراد سرداران قریش ویہود) کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف ان سے مذاق کرتے ہیں)، نیز فرماتا ہے: (إِنَّ الْمُنَافِقِينَ

---

(۱) إحياء علوم الدين: (۲/۴۸۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَاؤُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ﴾ (النساء:۱۴۲) (بے شک منافقین اللہ سے چالبازیاں کرتے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے اور وہ جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں)۔

واضح رہے کہ نفاق کی دو قسمیں ہیں :

ایک قسم جو دین وملت سے خارج کر دیتا ہے، جیسے اللہ کے دین میں شک وشبہ کرنا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کو رد کرنا دین اور دین کے کسی شعار کا استہزاء اور ان کا مذاق اڑانا وغیرہ، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ * لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴾ (التوبہ: ۶۵-۶۶) (اگر آپ ان (منافقین) سے پوچھیں گے (کہ وہ دین، رسول اور مسلمانوں کا مذاق کیوں اڑاتے ہیں ؟) تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم آپس میں یونہی ہنس بول رہے تھے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ اور اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں۔ تم بہانے مت بناؤ، یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہوگئے ہو، اگر ہم تم میں سے کچھ لوگوں سے (جنہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور توبہ کرکے مخلص مسلمان بن گئے) در گزر بھی کرلیں تو کچھ لوگوں کو (جو کفر ونفاق پر اڑے رہے) ان کے جرم کی سنگین سزا بھی دیں گے)۔

اور دوسری قسم ہے جس سے ملت سے خارج نہیں ہوتا لیکن ایمان کے اندر کمی آجاتی ہے اور ایمان کی چاشنی کو ختم کرکے اعمال کو رائیگاں کر دیتی ہے، جیسے: عبادات میں دکھاوہ، مداہنت، تصنع، دل اور زبان میں فرق، قول وعمل کا تضاد، ظاہر وباطن کا اختلاف اور باطن سے زیادہ ظاہر کی تزئین وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "إنْ كان الرجل ليتكلَّم بالكلمة على عهْد رسول الله – صلَّى الله عليه وسلَّم – فيصير بها منافقًا، إنِّي لأسمعها من أحدِكم في اليوم عشْرَ مرَّات"(۱) "اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آدمی کوئی ایسی بات کہہ جاتا تھا جس سے وہ منافق ہو جاتا تھا، اور اسی بات کو میں تم میں کسی کو ایک دن میں دس مرتبہ کہتے ہوئے سنتا ہوں"۔

ریاءکاری کے نقصانات

ریاءکاری چونکہ بڑے بڑے گناہوں میں سے ہے اس لئے اس کے نقاصانات بھی بہت بڑے ہیں، ذیل میں ہم اس کے کچھ بڑے نقاصانات کو ذکر کرتے ہیں:

۱- ریاءکار قیامت کے روزان لوگوں میں سے ہوگا جنہیں سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا، جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں ہے کہ قیامت کے روز بڑے بڑے شہید، عالم و قاری اور سخی اپنی ریاءکاری کی وجہ سے سب سے پہلے جہنم میں ڈال دئے جائیں گے۔

۲ - ریاءکار اجر و ثواب اور اللہ کی توفیق سے محروم ہوتا ہے، البتہ اللہ تعالی جسے چاہے بقدر عمل دنیا میں دے دیتا ہے لیکن آخرت میں اسے محرومی ہی ہاتھ لگے گی، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ﴾ (الإسراء:۱۸) (جس کا ارادہ فوری فائدہ کا ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لئے لئے چاہیں سردست دیتے ہیں)، نیز فرماتا ہے: ﴿ وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا ﴾ (الفرقان:۲۳) (اور انہوں نے جو جو اعمال کئے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا)۔

---

(۱) إحياء علوم الدين: (۲۷۲/۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ اس آدمی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جس نے اجر اور نام دونوں کے لئے جہاد کیا تو اسے کیا ملے گا؟ تو آپ نے فرمایا: "کچھ نہیں" پھر آپ نے فرمایا: "إنَّ الله لا يقبل من العمل إلاَّ ما كان خالصًا، وابتُغي به وجهُه" (۱) "اللہ تعالی اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جو خالص ہو اور اس سے اس کی خوشنودی اور رضا مقصود ہو"۔

۳- ریاءکار کے لئے اللہ تعالی نے وعید شدید سنائی ہے، فرماتا ہے: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا﴾ (الإسراء: ۱۸) (جس کا ارادہ فوری فائدہ کا ہو اسے ہم یہاں جس قدر جس کے لئے چاہیں سر دست دیتے ہیں بالآخر ہم اس کے لئے جہنم مقرر کر دیتے ہیں، جہاں وہ برے حال میں دھتکارا ہوا داخل ہوگا)۔

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا تعلموا العلم لتباهوا به العلماء، ولا لتماروا به السفهاء، ولا تخيروا به المجالس، من فعل ذلك فالنار النار"(۲) "علماء سے برابری کرنے کے لئے علم مت حاصل کرو اور نہ ہی جاہلوں سے بحث و لڑائی کے لئے، اور نہ اس کے ذریعہ اچھی مجلس کی چاہت کرو، اور جس نے ایسا کیا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے"۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "من طلب العلم ليجاري به العلماء أو ليماري به السفهاء أو يصرف به وجوه

---

(۱) سنن نسائی: رقم (۳۱۴۰) علامہ البانی نے سلسلہ صحیحہ: رقم (۵۲) کے اندر اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) سنن ابن ماجہ: رقم (۲۵۴) وابن حبان فی (صحیحہ): رقم (۷۷)، علامہ البانی نے اسے صحیح سنن ابن ماجہ میں صحیح قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الناس إليه أدخله الله النار"(۱) "جس نے جاہلوں سے جھگڑنے یا علماء سے ہمسری یا لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے علم حاصل کیا اسے اللہ تعالی جہنم میں ڈال دے گا"۔

ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بشِّرْ هذه الأمَّة بالسَّناءِ والرِّفعة، والنصْر والتمكين في الأرض، فمَن عمِل منهم عملَ الآخرة للدنيا، لم يكن له في الآخِرة نصيب"(۲) "اس امت کو رفعت وبلندی اور روئے زمین میں نصرت وحکومت کی خوشخبری سنادو، جس نے آخرت کا عمل دنیا طلبی کے لئے کیا اسے آخرت میں کچھ نہیں ملے گا"۔

اس معنی کی ڈھیروں روایتیں احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔

۴ - ریاءکاری ایسی آفت ہے جو دین وعمل کو تباہ وبرباد کردیتی ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: "لكلِّ شيء آفة، وآفة العِلم النسيان، وآفة العِبادة الكسل، وآفة التِّجارة الكذب، وآفة السَّخاء التبذير، وآفة الجمال الخُيلاء، وآفة الدِّين الرِّياء، وآفة الإسلام الهوَى"(۳) "ہر چیز کے لئے کوئی آفت ہوتی ہے، علم کی آفت نسیان ہے، اور عبادت کی آفت سستی وکاہلی ہے، اور تجارت کی آفت جھوٹ ہے، اور سخاوت کی آفت تبذیر ہے، اور حسن کی آفت گھمنڈ ہے، اور دین کی آفت ریاءکاری ہے، اور اسلام کی آفت خواہشات نفسانی ہے"۔

---

(۱) سنن ترمذی: رقم (۲۶۵۴) علامہ البانی نے اسے صحیح سنن الترمذی: رقم (۲۶۵۴) اور مشکوۃ کی تحقیق: رقم (۲۲۳-۲۲۵) کے اندر حسن قرار دیا ہے۔

(۲) مسند احمد: رقم (۲۰۷۱۵)، مستدرک حاکم: رقم (۳۲۶۶)، ہیثمی کے بقول: "رواه أحمد وابنه من طرق، ورجال أحمد رجال الصحيح"، مجمع الزوائد: ۴۱/۳، علامہ البانی نے صحیح الترغیب (رقم: ۲۳) کے اندر صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) قوت القلوب/ابو طالب المکی: (۱۰۶/۱) نیز دیکھئے: سنن الدارمی: رقم (۶۴۷) واسنادہ صحیح۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن القیم فرماتے ہیں: "دل کو دو بیماریاں لاحق ہوتی اگر بندہ ان کا تدارک نہ کرے تو اسے برباد کر دتی ہیں، اور وہ دونوں ہیں ریاءکاری اور تکبر"(۱)۔

۵ - ریاءکاری وہ فتنہ ہے جو دلوں میں ناجائز خواہشات کی گانٹھ لگا دیتی ہے، بہت سارے لوگ اس فتنے کے ایسے اسیر ہو جاتے ہیں کہ ان کے دلوں میں ایسی خواہشات جنم لینی لگتی ہیں جو ان کو اپنے اصلی مقصود اور رب کی رضا سے پھیر دیتی ہیں، یہاں تک کہ علما اور اصحاب زھد بھی اس سے محفوظ نہیں رہ پاتے۔

اللہ رب العزت فرماتا ہے: (أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ) (الجاثیۃ: ۲۳) (اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے اپنی خواہشات کو ہی اپنا معبود بنا رکھا ہے۔) نیز فرماتا ہے: ﴿ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴾ (القصص: ۵۰) (اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے جو بغیر اللہ کی رہنمائی کے اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " ثلاث مهلكات : شُحٌّ مطاع ، وهوًى متَّبع ، وإعجاب المرْء بنفسه"(۲) تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں: اطاعت پذیر لالچ (یعنی اتنی زیادہ لالچ کا تابع ہو کہ حقوق کی ادائیگی سے مانع ہو) ایسی خواہش جس کی پیروی کی جائے، اور خوش فریبی (گھمنڈ، تکبر)"۔

۶ - ریاءکاری اعمال کو ضائع کر دیتی ہے: اقوال و اعمال میں ریاءکاری ان مہلک بیماریوں میں سے ایک ہے جن پر ان کے مرتکبین سزا کے مستحق ہیں کیوں کہ انسان کا ظاہری عمل درست اور صالح ہوتا ہے لیکن باطن میں وہ لوگوں کی خوشنودی اور اجر کا انتظار کرتا ہے اور اللہ کے ثواب

(۱) مدارج السالکین: (۱/۵۴)۔

(۲) بیہقی/شعب الایمان: رقم (۷۴۵) علامہ البانی نے اسے صحیح الجامع: رقم (۳۰۴۵) کے اندر صحیح قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واجر کے مقابلے میں لوگوں کے اجر سے راضی ہوتا ہے اس لئے لوگوں سے جو تعریف اور خوشی ملتی ہے وہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ * أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ) (ھود: ۱۵، ۱۶) (جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت پر فریفتہ ہوا چاہتا ہو ہم ایسوں کو ان کے سارے اعمال (کا بدلہ) یہی بھرپور پہنچا دیتے ہیں اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی، یہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں، اور جو کچھ انہوں نے یہاں کیا ہوگا وہاں سب اکارت ہے اور جو کچھ اعمال ہیں سب برباد ہو جائیں گے)۔

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "مَن عمِل صالحًا، الْتماسَ الدنيا، صومًا أوصلاةً أو تهجدًا بالليل، لايعمله إلاالتماسَ الدنيا، يقول الله: أُوفِّيه الذي الْتمس في الدُّنيا من المثابة، وحبط عمله الذي كان يعمله الْتماسَ الدنيا، وهو في الآخِرة من الخاسرين"۔ "جو شخص دنیا طلبی کے لئے عمل صالح کرتا ہے، روزہ، نماز، اور رات میں تہجد دنیا طلبی کے لئے کرتا ہے، تو دنیا میں بقدر عمل بدلہ پالے گا اور دنیا طلبی کی نیت کے بقدر اس کا عمل ضائع ہو جائے گا اور بروز قیامت خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا"۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث قدسی میں ہے:"اذھبواللذین کنتم تراؤون فی الدنیا، فانظرھل تجدون عندھم جزاء"(۱)"ان لوگوں کے پاس جاؤ جنھیں تم دنیامیں دکھایاکرتے تھے اور دیکھو کہ تمھیں ان کے پاس کوئی اجر ملتاہے؟"۔

اور دوسری حدیث قدسی میں ہے،اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:" أنا أغنی الشرکاء عن الشرك من عمل عملاًأشرك فيه معي غيري تركته وشركه"(۲)"میں شرکاء میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں کسی نے کوئی عمل کیااور اس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیاتو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں"،اسامہ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: " يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ القِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ ،فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ ،فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الحِمَارُ بِرَحَاهُ ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ : أَيْ فُلاَنُ مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ:كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلاَ آتِيهِ،وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ"(۳)"ایک آدمی کو قیامت کے دن لایاجائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گاپھر اس کے پیٹ کی انتڑیاں باہر نکل جائیں گی، اس کو لے کر ایسے گھومے گا جیسے گدھاچکی کو لے کر گھومتا ہے ، جہنم والے اس کے پاس اکٹھے ہوں گے اور اس سے پوچھیں گے: کیاتم ہمیں دنیامیں بھلائی کا حکم نہیں دیتے تھے اور برائی سے نہیں روکتے تھے؟ پھر تمھیں کیاہوگیاہے(کہ جہنم میں اس حالت میں

(1) مسند أحمد:رقم(۲۳۱۱۹ ، ۲۷۴۴۲) ہیثمی فرماتے ہیں:" اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں" اس کی سند میں عمرو مولی المطلب بن حنطب کی موجودگی کی وجہ سے یہ روایت حسن ہے جن میں کلام ہے، انہیں امام ذہبی نے" صدوق " کہاہے ۔

(۲) صحیح مسلم:رقم(۲۹۸۵)۔

(۳) صحیح بخاری:رقم(۳۲۶۷)وصحیح مسلم:رقم(۲۹۸۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو)؟ تو وہ کہے گا: ہاں میں بھلائی کا حکم دیتا تھا لیکن خود اسے انجام نہیں دیتا تھا اور برائی سے روکتا تھا لیکن خود اس کا ارتکاب کرتا تھا"۔

قول و عمل کا تضاد اور ایک اشتباہ

یہاں پر بعض لوگوں کا ذہن اس بات کی طرف جاتا ہے کہ مذکورہ شخص کو عذاب بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی وجہ سے دیا جائے گا کیونکہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ ساتھ خود ان باتوں پر عمل میں کوتاہ تھا، تو یہ بڑی غلط سوچ ہے کیوں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان عبادتوں میں سے ہے جن پر آدمی کی نیت صحیح اور ثواب کی ہے تو ان پر اسے اجر دیا جائے گا اور اس آدمی کو سزا اس لئے ملے گی کہ وہ اس برائی کو انجام دیتا تھا جس سے لوگوں کو روکتا تھا اور وہی معروف اور نیک کام نہیں کرتا تھا جس کی دعوت لوگوں کو دیتا تھا اسی لئے "ولا آتیہ" یعنی "اس بھلائی کو نہیں کرتا تھا" اور "وآتیہ" یعنی "اس منکر کو کرتا تھا" کہا، لہذا منکر کے ارتکاب اور بھلائی کے نہ کرنے کی وجہ سے اسے عذاب دیا جائے گا کیوں کہ اس نے اپنے ظاہر کو صحیح اور باطن کو خراب کر رکھا تھا، وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرکے اور خود معروف کو چھوڑ کر اور جن چیزوں سے لوگوں کو روکتا تھا خود اس کی مخالفت کرکے ان محرمات کا ارتکاب کیا بس اسی کی یہ سزا ہے نہ کہ اس کی سزا بھلائی کا حکم دینے اور برائی کو چھوڑنے کی دعوت دینے کی وجہ سے ہے، جہاں تک اللہ تعالی کے فرمان:

﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (البقرۃ:۴۴)

(کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجودیکہ تم کتاب پڑھتے ہو، کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں) کی بات ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان لوگوں کو ڈانٹا پھٹکارا اور سزا اس لئے دی ہے کہ انہوں نے جانتے بوجھتے حق کو چھوڑ دیا اور اس سے اعراض کیا، ابن جریج فرماتے ہیں: "اہل کتاب اور منافقین لوگوں کو روزہ اور نماز کا حکم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتے تھے،اور جس چیز کا حکم دیتے خود اسے نہیں کرتے تھے، لہذا اللہ تعالی نے اسی وجہ سے ان کی برائی کی ہے"(۱)۔

امام قرطبی مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " أَنَّ التَّوْبِيخَ فِي الْآيَةِ بِسَبَبِ تَرْكِ فِعْلِ الْبِرِّ ، لَا بِسَبَبِ الْأَمْرِ بِالْبِرِّ "(۲)"اس آیت میں توبیخ وپھٹکار نیکی نہ کرنے کی وجہ سے ہے نہ کہ نیکی کا حکم دینے کی وجہ سے"۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں: "مطلب اللہ تبارک وتعالی نے ان کی مذمت اسی وجہ سے کی ہے اوران کی خود کے حق میں کوتاہی پر تنبیہ کی ہے کیونکہ وہ لوگ خیر وبھلائی کا حکم دیتے تھے اور خود اس بھلائی کو نہیں کرتے تھے، اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالی نے ان کی مذمت نیکی کا حکم دینے کے ساتھ اسے چھوڑنے کی وجہ سے کی ہے، بلکہ ان کی مذمت اس بھلائی کے چھوڑنے کی وجہ سے کی ہے، کیونکہ بھلائی کا حکم بھلائی ہے اور وہ ہر عالم پر واجب ہے، اور عالم پر واجب ہے اوراس کے لئے یہ زیادہ بہتر ہے کہ لوگوں کو بھلائی کے حکم کے ساتھ وہ خود اس پر عمل کرے اور (عمل میں) لوگوں سے مختلف نہ ہو، جیساکہ شعیب علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ ۚ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴾ (ھود:۸۸) (میرا یہ ارادہ بالکل نہیں ہے کہ تمہارے خلاف کرکے خود اس چیز کی طرف جھک جاؤں جس سے تمہیں روک رہا ہوں، میرا ارادہ تو اپنی طاقت بھر اصلاح کرنے کا ہی ہے، میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے)۔

شاعر(۳) کہتا ہے:

---

(۱) تفسیر ابن کثیر: (۱۵۲/۱)۔

(۲) الجامع لأحکام القرآن: (۳۶۶/۱)۔

(۳) ابواسود الدولی/ خزانۃ الادب للبغدادی: (۵۶۷/۸)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَ تَأْتِيَ مِثْلَهُ ‏ عَارٌ عَلَيْكَ إِذَا فَعَلْتَ عَظِيمُ

فَابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَانْهَهَا عَنْ غَيِّهَا ‏ فَإِذَا انْتَهَتْ عَنْهُ فَأَنْتَ حَكِيمُ

فَهُنَاكَ يُقْبَلُ إِنْ وَعَظْتَ وَيُقْتَدَى ‏ بِالْقَوْلِ مِنْكَ وَ يَنْفَعُ التَّعْلِيمِ

"تم کسی برائی کے مرتکب ہو تو اس سے (لوگوں کو) مت روکو، اگر ایسا کرتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہت بڑا عیب ہے۔ پہلے اپنے نفس سے شروع کرو اور اسے گمراہی سے روکو، اگر اس سے وہ برائی ختم ہو جاتی ہے تو تم حکیم ہو۔ پھر اگر تم نصیحت کرتے ہو تو تمہاری نصیحت قبول کی جائے گی اور تمہاری بات مانی جائے گی اور تعلیم کا فائدہ ہوگا"۔

لہذا بھلائی کا حکم اور اس کا کرنا دونوں ضروری ہے، علماء سلف وخلف کے صحیح ترین قول کے مطابق ان میں سے کسی ایک کی وجہ سے دوسرا ساقط نہیں ہوتا، کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ گناہ کرنے والا دوسروں کو اس سے نہیں روک سکتا، یہ کمزور موقف ہے اور اس سے بھی کمزور ترین بات تو یہ ہے کہ وہ مذکورہ آیت سے استدلال کرتے ہیں، جب کہ ان کے لئے اس میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ لہذا صحیح بات یہ ہے کہ عالم بھلائی کا حکم دے گا گرچہ اسے خود نہ کرتا ہے اور برائی سے روکے گا گرچہ وہ اس کا مرتکب ہو"(۱)۔

امام نووی فرماتے ہیں: " قَالَ الْعُلَمَاءُ وَلَا يُشْتَرَطُ فِي الْآمِرِ وَالنَّاهِي أَنْ يَكُونَ كَامِلَ الْحَالِ مُمْتَثِلًامَايَأْمُرُبِهِ مُجْتَنِبًامَايَنْهَى عَنْهُ بَلْ عَلَيْهِ الْأَمْرُ وَإِنْ كَانَ مُخِلًّا بِمَا يَأْمُرُ بِهِ وَالنَّهْيُ وَإِنْ كَانَ مُتَلَبِّسًابِمَا يَنْهَى عَنْهُ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْئَانِ أَنْ يَأْمُرَ نَفْسَهُ وَيَنْهَاهَا وَ يَأْمُرَ غَيْرَهُ وَيَنْهَاهُ فَإِذَا أَخَلَّ بِأَحَدِهِمَا كَيْفَ يُبَاحُ لَهُ الْإِخْلَالُ بِالْآخَرِ "(۲)۔

"علماء فرماتے ہیں کہ بھلائی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ جو کچھ حکم دے رہا ہے اسے وہ ضرور کرے اور جس چیز سے روک رہا ہے اس سے خود

(۱) تفسیر ابن کثیر: (۱/۱۵۲)۔

(۲) شرحہ علی صحیح مسلم: (۲/۲۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرور رکے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ بھلائی کا حکم دے گرچہ وہ خود نہ کرتا ہو اور برائی سے روکے گرچہ وہ اس کا ارتکاب کر رہا ہو، بلکہ اس کے اوپر دو چیزیں واجب ہیں خود کو بھلائی کا حکم دے اور دوسروں کو بھی دے اور خود کو برائی سے روکے اور دوسروں کو بھی روکے پھر جب اس کے اندر ایک چیز نہیں پائی جاتی تو دوسرے کو کیسے چھوڑ سکتا ہے"۔

امام حسن بصری سے کسی نے کہا: فلاں شخص وعظ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ: مجھے ڈر ہے کہ ایسی بات نہ کہہ دوں جو میں کرتا نہیں، تو انہوں نے فرمایا: " وأيّنا يفعل ما يقول ؟ ودّ الشيطان لو ظفر بهذا، فلم يأمر أحد بمعروف ، ولم يَنْهَ عن منكر "" ہم میں سے کون ہے جو ہر اس بات پر عمل کرتا ہے جو وہ کہتا ہے، شیطان چاہتا ہے کہ شاید اسی طرح وہ کامیاب ہو جائے کہ یہ آدمی بھلائی کا حکم نہ دے سکے اور برائی سے نہ روکے "(۱)۔

امام مالک ربیعہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو کہتے ہوئے سنا:" وَ كَانَ الْمَرْءُ لَا يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَايَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِحَتَّى لَايَكُونَ فِيهِ شَيْءٌ، مَا أَمَرَ أَحَدٌ بِمَعْرُوفٍ وَلَا نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ"(۲)"آدمی اس وقت تک بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے نہ روکنے سے رکا رہے جب تک اس کے اندر کوئی کمی باقی نہ رہے تو کوئی بھلائی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا نہ ہوگا"، امام مالک کہتے ہیں کہ:"سچ کہا، ہم میں سے کون ہے جس کے اندر کوئی برائی نہ ہو"۔

---

(۱) لطائف المعارف:(۱/۱۹)۔

(۲) دیکھئے: تفسیر ابن کثیر:(۱/۲۴۸)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہذالوگوں کو یہ معلوم ہوناچاہئے کہ ان پرامر بالمعروف واجب ہے اگرچہ وہ اسے نہ کرتے ہوں اور نہی عن المنکر بھی واجب ہے اگرچہ وہ اس کاارتکاب کرتے ہوں، شاعر کہتا ہے(ا):-

ولولم يعظ في الناس من هومذنب فمن يعظ العاصين بعد محمد

"اگرخطاکارلوگوں کونصیحت نہیں کرتا تو محمد (ﷺ) کے بعد گنہ گاروں اور نافرمانوں کوکون نصیحت کرے گا" ۔(کیوں کہ کوئی بھی آدمی گناہوں سے پاک نہیں ہے اوراللہ کے رسول ﷺ کے بعد غلطی میں پڑنے سے کوئی بھی فرد معصوم نہیں ہے)۔

یہاں یہ وضح رہناچاہئے کہ اعمال کے تئیں لوگوں کے اوپر چار چیزیں ضروری ہیں :

اول: نیک کام کرنا۔

دوم: اس کا حکم دینا۔

سوم: برائی کو چھوڑنا۔

چہارم: برائی سے لوگوں کوروکنا۔

لہذااگر کسی کے اندرا گران چاروں میں سے کوئی ایک نہ بھی پایاجاتاہو تواس کے لئے بقیہ کو چھوڑ دیناجائز نہیں ہے،اس لئے اگرکوئی محرمات کاارتکاب ہی کیوں نہ کرتا ہو اس کے اوپرلوگوں کوان سے روکناواجب ہے۔

غیر اختیاری امور میں خوف

یہاں یہ بتادینا بھی مناسب ہے کہ انسان سے بہت ساری چیزیں ایسی سرزد ہوتی ہیں جو اس کے اختیار میں نہیں ہوتیں اور بسااوقات آدمی یہ سمجھتاہے کہ ان کی وجہ سے وہ عذاب کا

(ا) غذاء الالباب فی شرح منظومۃ الآداب/ شمس الدین، أبوالعون محمد بن أحمد بن سالم السفارینی الحنبلی (المتوفی:۱۱۸۸ھ) : (۲۱۹/۱) ولطائف المعارف: (۱۹/۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مستحق قرار پائے گا جس کی وجہ سے بہت سارے نیک اعمال شعوری یا غیر شعوری طور پر چھوڑ بیٹھتا ہے، امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیح کے اندر ایک روایت ذکر کیا ہے، اور باب باندھا ہے: "باب مخافة المؤمن أن يحبط عمله وهولا يشعر "مومن کا (نادانستگی میں) اپنے عمل کے رائیگاں جانے کا خوف" اور اس باب کے تحت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ذکر کی ہے کہ: جب آیت کریمہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (الحجرات: ۲) (اے مومنو! اپنی آواز نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ہی ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔) نازل ہوئی تو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے خود کو بند کر لیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا چھوڑ دیا کیونکہ ان کی آواز کچھ اونچی تھی جس سے یہ سمجھتے تھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہونے کی وجہ سے ان کے اعمال رائیگاں چلے جاتے ہیں (ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو غیر حاضر پایا تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ان کے بارے میں پوچھا، انہوں نے کہا کہ میں ان کی خیر خبر لاتا ہوں، وہ ان کے پاس آئے تو ان کو اپنے گھر میں سر جھکائے (بیٹھے) ہوئے پایا، پوچھا: کیا بات ہے؟ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر نہ ہوئے) تو انہوں نے کہا: یہ آیت نازل ہوئی ہے اور تم لوگوں کو معلوم ہے کہ میری آواز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بھاری ہے لہذا میں جہنمی ہو گیا، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بتایا کہ وہ ایسا کہتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: "ان کے پاس جا کر بتادو کہ تم جہنمی نہیں بلکہ جنتی ہو" (۱)۔

(۱) صحیح بخاری: رقم (۳۶۱۳) و صحیح مسلم: رقم (۱۱۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاءکاری کا علاج

دل کی تمام بیماریوں کی طرح ریاءکاری کا علاج بھی قرآن وسنت کے اندر موجود ہے،

اللہ رب العزت فرماتاہے: ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴾ (یونس: ۵۷) (اے لوگوں! تمہارے پاس تمہارے رب کے پاس سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفاہے،اور ایمان والوں کے لئے رہنمائی کرنے والی اور رحمت ہے)، نیز فرماتاہے: ﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴾ (الاسراء: ۸۲) (اور جو قرآن ہم نازل کررہے ہیں مومنوں کے لئے تو سراسر شفااور رحمت ہے، ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی)۔

لہذا قرآن وسنت میں بیان شدہ تزکیہ وطہارت اور عبادتوں میں اخلاص واتباع کے اصول کو زندگی میں نافذ کرکے ہی اس بیماری کا اعلاج کیا جاسکتاہے۔لہذا ذیل کے چند امور کو اختیار کرکے ریاءکاری سے بچا جاسکتاہے :

۱ — اللہ تعالی سے اپنے تعلق کا ادراک: عبادتوں کے وقت اللہ سے اپنے تعلق کا ادراک کیا جائے اور باری تعالی کی قدرت وحاکمیت کا یقین کامل ہو، جسے حدیث جبریل میں احسان سے تعبیر کیا گیاہے: "أن تعبدالله كأنك تراه فإن لم يكن تراه فإنه يراك"(۱)"اللہ کی عبادت ایسے کرو جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو، اگر ایسا محسوس نہ کرسکو تو یقینا وہ تمھیں دیکھ رہا ہے"۔

جب یہ چیز اس کے اندر پیدا ہو جائے گی ریاءکاری کا تصور ختم ہو جائے گا۔

---

(۱) صحیح بخاری: رقم (۵۰) وصحیح مسلم: رقم (۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲- اللہ تعالی سے دعاء : ریاء کاری سے بچنے کے لئے اللہ تعالی سے استعانت ودعاء نہایت ہی مفید ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" لوگوں ! اس شرک سے بچو جو چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے" کہنے والے نے کہا: جب یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے تو ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:"دعاء کیا کرو کہ: اے اللہ ہم جانتے بوجھتے تیرے ساتھ شرک کرنے سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور اے اللہ غیر شعوری سرزد شرک سے تیری مغفرت چاہتے ہیں"(۱)۔

۳- ریاء کاری کے اخروی انجام کا علم وادراک : عام طور سے ریاء کاری کے بھیانک اخروی انجام سے لاعلمی آدمی کو ریاء کاری کا عادی بنادیتا ہے، اگر اس کے انجام کا علم وادراک ہو کہ اس سے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں اور یہ اللہ کی ناراضگی کا سبب بنتاہے تو کوئی بھی عقل مند آدمی اپنی محنت بے فائدہ چیز کے حصول کی کوشش میں ضائع نہیں کرے گا۔

۴- ریاء کاری کے دنیوی نقصان کا ادراک: جس طرح ریاء کاری کا اخروی انجام ہے اسی طرح دنیوی انجام ہے، کیونکہ اللہ رب العزت ریاء کار کو دنیا میں بھی ذلیل ورسوا کرتاہے اور اس کی غلط نیت وارادہ سے دنیا کو واقف کرادیتاہے جس سے اس کی فضیحت ہوتی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"من سمع سمع اللہ به ومن رأى راءى اللہ به"(۲) "جس نے کوئی عمل سنانے کے لئے کیا تو اللہ اسے سنادیگا اور جس نے اسے دکھاوہ کے لئے کیا اللہ اسے دیکھادے گا"، حافظ ابن حجر اور امام خطابی فرماتے ہیں :"جس نے کوئی عمل بغیر اخلاص کے کیا اور اسے لوگوں کو دکھانا اور سنانا چاہتاہے تو اسے وہی ملے گا کیونکہ اللہ اسے مشہور کرکے رسوا کرے گا اور اس کے بدباطنی کو ظاہر کردے گا، اور یہ بھی بیان کیا جاتاہے کہ جس

(۱) مسند احمد: (۴/۴۰۳)، شیخ البانی نے اسے صحیح الجامع :رقم (۳۷۳۱) کے اندر صحیح قرار دیا ہے۔
(۲) صحیح بخاری: رقم (۶۱۳۴) وصحیح مسلم: رقم (۲۹۸۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے عمل کے ذریعہ اللہ کی خوشنودی نہ چاہ کر لوگوں کے نزدیک قدر و منزلت کا خواہاں ہو اسے اللہ تعالی ان لوگوں کے نزدیک اس کا برا تذکرہ کرائے گا،اور آخرت میں اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا"(١)۔

٥ -عبادت کو چھپا کر کرنا: انسان جس قدر اپنی عبادتوں کے اظہار سے بچے گا ریاء کاری سے محفوظ رہے گا ، اور جب جب لوگوں کے سامنے اظہار کی کوشش کرے گا شیطان اسے اس پر ابھارتا رہے گا تاکہ لوگ اس کی تعریف کریں۔ اس میں وہ عبادتیں شامل نہیں ہیں جن کو ظاہر کر کے کرنے کا حکم ہے ، جیسے: حج ، عمرہ ، اذان اور نماز باجماعت وغیرہ بلکہ یہاں وہ عبادتیں مقصود ہیں جنہیں ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جیسے: تہجد اور صدقہ وغیرہ۔

جب کوئی عمل ریاء کاری سے مخلوط ہو جائے

جب کوئی عمل ریاء کاری سے مخلوط ہو جائے تو اس کی چند صورتیں ہیں :

اول: خالص ریاء کاری جس سے صرف دکھاوہ ہی مقصود ہو۔

دوم: عمل اللہ کے لئے کر رہا ہے لیکن اس کے اندر ریاء کاری شامل ہو جاتی ہے، اگر یہ عبادت کی اصل میں شامل ہو جائے تو عمل کو باطل کر دیتی ہے،جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"اللہ تعالی فرماتا ہے : (أنا أغنى الشُّركاء عنِ الشِّرْك، مَن عمِل عملاً أشْرك فيه معي غيري، تركتُه وشِرْكَه)"(٢) میں شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں، جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں"۔

---

(١) فتح الباری:(٣٣٦/١١)۔
(٢) صحیح مسلم: رقم (٢٩٨٥)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ قول سلف کے ایک گروہ کا ہے جن میں عبادہ بن صامت، ابودرداء، حسن اور سعید بن المسیب وغیرہ ہیں، اگرچہ متاخرین علماء کے نزدیک اس میں اختلاف پایا جاتا ہے(۱)۔

ملاحظہ: اگر جہاد کے ساتھ بلاریاء کاری کے کوئی نیت شامل ہو جائے، مثلا: مال غنیمت میں سے کچھ مل جائے گا یا کسی خدمت پر اجرت میں کچھ مل جائے، یا پھر تجارت کر لے گا، تو کیا اس سے اس کا یہ عمل باطل ہو جائے گا؟

اہل علم کے صحیح قول اور نصوص کے مطابق اس کا یہ عمل باطل نہیں ہوگا، لبتہ اس کے اجر میں کمی آجائے گی، جیسا کہ عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إنَّ الغُزاة إذا غنِموا غنيمةً، تعجَّلوا ثلثي أجْرَهم، فإنْ لم يَغْنموا شيئًا، تمَّ لهم أجرُهم"(۲) "غازیوں کو اگر مال غنیمت ملتا ہے تو ان کے اجر کا تیسرا حصہ انہیں فی الفور مل جاتا ہے، اور اگر مال غنیمت نہیں ملتا تو انہیں (بروز قیامت) مکمل اجر ملے گا"۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "تاجر و مستاجر اور بھاڑہ کمانے والے کا اجر غزوات میں ان کے اخلاص نیت کے حساب سے ملے گا، ان کا اجر ان غازیوں کے اجر کے مثل نہیں ہو سکتا جنھوں نے اپنی جان اور مال کے ساتھ بلا دوسرے مقصد کو ملائے جہاد کیا"(۳)۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے: "جب کسی نے غزوہ کا عزم کیا اور اللہ نے اسے رزق نصیب فرمایا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اگر پیسے کی لالچ میں گیا کہ اگر پیسہ ملا تو جاؤں گا وگرنہ نہیں تو اس میں کوئی خیر نہیں ہے"(۴)۔

---

(۱) جامع العلوم والحکم: (۱/۱۷)۔

(۲) صحیح مسلم: رقم(۳۵۲۸)۔

(۳) جامع العلوم والحکم: (۱/۱۷)۔

(۴) جامع العلوم والحکم: (۱/۱۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوم: عمل کی شروعات خالص اللہ تعالی کے لئے ہو، پھر درمیان میں ریاءکاری آجائے، اگر یہ ریاءکاری دل میں آئی اور اسے دل سے جھٹک دیا تو بنا کسی اختلاف کے کوئی نقصان نہیں اور اگر اس کے ساتھ لگی رہی تو کیا اس کا عمل برباد ہو جائے گا یا پھر ریاءکاری بھر نقصان ہو گا اور اصل نیت کا ثواب ملے گا؟ اس کے اندر علماء سلف کا اختلاف پایا جاتا ہے، امام احمد اور ابن جریر طبری کے مطابق اس سے اس کا عمل برباد نہیں ہوتا بلکہ ابتدائے نیت کی بنیاد پر اسے اس کا ثواب ملے گا، امام ابوالحسن بصری کا بھی یہی موقف مروی ہے۔

امام ابن جریر طبری نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ یہ اختلاف در حقیقت ان اعمال میں ہے جو شروع سے آخر تک ایک ہی نیت سے مرتبط ہوں، جیسے: نماز، روزہ اور حج وغیرہ، اور وہ اعمال جن کے اندر ارتباط نہیں ہے جیسے: قرأت، ذکرو اذکار، صدقہ وخیرات اور علم کا نشر کرنا تو وہ درمیان میں طاری ہونے والی ریاءکاری کی وجہ سے منقطع ہو جاتی ہے، اور تجدید نیت کی ضرورت پڑتی ہے۔(۱)۔

قابل تقسیم عمل کی مثال کچھ یوں ہے جیسے کسی نے دوسو(۲۰۰) صدقہ کیا، پہلا ایک سو (۱۰۰) اللہ کے لئے اور دوسرا ایک سو(۱۰۰) ریاکاری کی وجہ سے تو پہلا ایک سو(۱۰۰) اپنی جگہ پر پہنچ گیا (یعنی لائق اجر وثواب ہوا) اور دوسرے ایک سو (۱۰۰) پر اسے ثواب نہیں ملے گا بلکہ گناہ ہو گا۔

اور اگر کوئی عمل خالص اللہ کے لئے کرتا ہے پھر اللہ تعالی لوگوں کے دلوں میں اس کی وجہ سے عزت وتکریم اور اس اچھائی ڈال دیتا ہے، اور وہ اس پر اللہ کے فضل اور اس کی نعمت کی وجہ سے خوش ہوتا ہے تو اس سے کوئی ضرر نہیں ہے، اسی معنی میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ سلم کی وہ حدیث ہے جس میں آپ سے پوچھا گیا کہ کوئی آدمی اللہ

(۱) جامع العلوم والحکم: (۱/۱۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لئے کوئی خیر کا کام کرتا ہے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: "تِلك عاجِلُ بُشْرى المؤمن"(۱). "یہ مومن کو جلد ملنے والی خوشخبری ہے"۔

مسئلہ : ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا لباس اچھا ہو، اس کا جوتا اچھا ہو تو کیا یہ بھی ریاءکاری ہے؟

تو یہاں یہ واضح رہے کہ یہ مقصد و نیت پر منحصر ہے کیونکہ آدمی یہ کبھی نہیں چاہتا کہ لوگ اسے حقارت بھری نگاہ سے دیکھیں یا دوسرے اس کی برائی کریں۔ نیز یہ معاشرتی معیار سے متعلق ہے، عام طور پر معاشرے میں جو حدود میں رہتے ہوئے رائج ہے اس کا اعتبار کرنا چاہئے تاکہ لباس شہرت کا شکار نہ ہو جائے(۲)۔

واضح رہے کہ شرعی حدود کی رعایت کرتے ہوئے اچھے اور خوبصورت لباس زیب تن کرنا کبر و ریاءکاری میں داخل نہیں ہے، جیسا کہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا يدخُل الجنة مَن كان في قلْبه مثقال ذرَّة مِن كِبْرٍ" "جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا" ایک آدمی نے پوچھا: کوئی آدمی چاہتا ہو کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو؟ تو آپ نے

---

(۱) صحیح مسلم: رقم (۴۷۸۰)۔

(۲) لباس شہرت کہتے ہیں: "ہر اس لباس کو جو لوگوں کی توجہ اس کی طرف کھینچے، لہذا جو جائز و مباح لباس جو عام طور پر لوگ استعمال کر رہے ہوں ان کی مخالفت کرنا تاکہ لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف کھنچیں شہرت کے باب سے ہے"، نیز اسکے استعمال سے لوگوں کی ایسی نگاہوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے، اور اس سے اس کی شہرت ہو جاتی ہے۔ اس کی تعریف کے لئے دیکھئے: جامع الاصول/لابن الاثیر: (۱۰/۶۵۸) لباس شہرت کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللَّهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" "جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اللہ تعالی بروز قیامت اسے ذلت کا لباس پہنائے گا" (سنن ابی داود: رقم (۴۰۲۹) سنن ابن ماجہ: رقم (۳۶۰۶) و مسند احمد: (۲/۹۲، ۱۳۹) علامہ البانی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، دیکھئے: تحقیقہ علی المشکاۃ: رقم (۴۳۴۶) و حجاب المرأۃ: (ص۸۸))

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: "إنَّ الله جميلٌ يحب الجمال،الكِبْر بَطَرالحق ، وغَمْط الناس"(١)"اللہ جمیل (خوبصورت) ہے اور جمال ("خوبصورتی) کو پسند فرماتا ہے، کبر تو حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے"۔

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

(١) صحیح مسلم: رقم(١٣١)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاءکاری کے چند مظاہر

چونکہ ریاءکاری کی خطرناکی بہت بڑی ہے، اور یہ اتنی باریک اور پوشیدہ طور پر انسان کے عمل کے وقت داخل ہو جاتی ہے کہ بہت کم لوگ بروقت اس کا ادراک کر پاتے ہیں، دانستہ یا نادانستہ ہمارا عمل جب اس کا شکار ہوتا ہے تو اس پر جہد و کوشش کے باوجود قبولیت کے معیار سے بھٹک جاتا ہے اور بجائے اس کے کہ ہمارے لئے خیر ہو سبب گناہ و سزا بن جاتا ہے، اور اعمال کو برباد کر دیتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں اس محفوظ رکھے۔

ذیل میں ہم ریاءکاری کے ان مختلف علامتوں اور مظاہر کا بیان کر رہے ہیں جس کے ہم دانستہ یا غیر شعوری طور پر شکار ہو جاتے ہیں تاکہ ہمیں ان طریقوں اور ذرائع کا صحیح ادراک ہو سکے جن سے ہو کر یہ ہماری عبادتوں کو برباد کرتی ہیں اور ہم ان سے بروقت ہوشیار ہو کر اپنے اعمال کی حفاظت کر سکیں اور اللہ رب العزت کے یہاں سرخرو ہو سکیں :

اظہار عمل کے ذریعہ

بعض لوگ اپنے اعمال کے بیان اور فضائل کی تشہیر کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، جہاں کہیں بیٹھے اپنا گن گان شروع کر دیا: میں نے یہ کیا، وہ خرچ کیا، دراصل میں رات میں دو گھنٹوں سے زیادہ تہجد نہیں پڑھ سکتا، ہر روز روزہ رکھنا میرے لئے مشکل ہے خیر سوموار اور جمعرات کا روزہ ہی کافی ہے۔ مقصد اپنے تہجد اور روزہ کا بیان ہوتا ہے۔

اور بسا اوقات اپنے عمل کا اظہار لوگوں کے سامنے کرتا ہے تاکہ لوگ اسے دیکھیں اور اس کی تعریف کریں۔ جب کہ عبادت میں اصل یہ ہے کہ آدمی اسے چھپا کر کرے کیوں یہ اخلاص سے قریب تر اور ریاءکاری سے بہت دور ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ: " أيّها الناس صلّوافی بیوتکم، فإن أفضل صلاة الرجل فی بیته إلاالمکتوبة"(١)"لوگو! اپنے

(١) صحیح بخاری: رقم (٧٣١)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گھروں میں (نفل) نمازیں ادا کیا کرو کیوں کہ آدمی کی سب سے افضل نماز اس کے گھر میں ہوا کرتی ہے سوائے فرض نمازوں کے "لہذا سنت یہ ہے کہ آدمی نفل نمازیں گھر میں چھپا کر پڑھے کیوں کہ یہ شیطان کو بھگانے اور گھروں کو قبر کی طرح (جہاں نمازیں نہیں پڑھی جاتیں) ہونے سے بچانے کا سبب اور اہل وعیال کو نماز کی ٹریننگ ہے، نیز اس کے اندر ریاءکاری سے بچاؤ اور دوری ہے۔اس سے وہ نفل نمازیں جو جماعت کے ساتھ مشروع ہیں مستثنی ہیں ، جیسے : چاند اور سورج گرہن کی نمازیں اور استسقاء، عیدین اور تراویح جیسی نمازیں۔

اسی طرح صدقہ ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے : ﴿ إِن تُبْدُواْ الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِن تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاء فَهُوَ خَيْرٌ لُّكُمْ ﴾ (بقرۃ:۲۷۱) (اگر تم صدقے خیرات کو ظاہر کرو تو وہ بھی اچھا ہے اور اگر تم اسے پوشیدہ پوشیدہ مسکینوں کو دیدو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے) نیز فرماتا ہے : ﴿ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلاَنِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾ (بقرۃ :۲۷۴) (جولوگ اپنے مالوں کو رات دن چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور ان کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم)اسی طرح بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن جن سات لوگوں کو عرش کا سایہ نصیب ہوگا ان میں سے ایک آدمی وہ بھی ہوگا جس نے اس طرح صدقہ کیا ہوگا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا بائیں کو بھی پتہ نہ ہو (۱)۔ لہذا صدقہ میں اصل اسے چھپا کر کرنا ہے اور جب خود کو ریاءکاری سے محفوظ پا یہ سمجھتا ہو کہ ظاہر کرنے میں کوئی خیر یا مصلحت ہے تو اسے ظاہر کرسکتا ہے، جیسے : لوگوں

(۱) صحیح بخاری:رقم (٦٦٠)و صحیح مسلم :رقم (۱۰۳۱) ،حدیث کے الفاظ ہیں : " وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ "۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو صدقہ پر ابھارنا یا سنت کو زندہ کرنا یا دشمن کو ذلیل وخوار کرنا یا اس جیسا کوئی دوسرا شرعی مقصد ہو، واس کے علاوہ عمل کا اظہار خلاف شرع ہے۔

اسی طرح کوئی خیرات کرتا ہے یا کوئی رفاہی کام کرتا ہے تاکہ اس کا نام اخباروں میں آجائے کہ وہ بہت بڑا محسن ہے یا بہت بڑا خیراتی ہے، یا کہا جائے کہ اس نے ایسا ایسا صدقہ کیا ہے، یا یہ مقصد ہو کہ اس کا نام سرکاری رپورٹ میں رجسٹرڈ ہو جائے۔

جب ایسے آدمی کی نیت صحیح ہو تو کبھی یہ چیزیں درست ہوتی ہیں، مثلا: لوگوں کو صدقہ وخیرات پر ابھارنا، اس کی طرف لوگوں کو بلانا، نیک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا یا دشمن کو خوار کرنا وغیرہ اور جب کبھی ریاکاری مقصد ہوتا ہے تو یہ اس کے خلاف بھی ہو جاتا ہے، یہاں پر دل کے عمل (یعنی نیت) کا اعتبار ہوگا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " إنّما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ مانوى" (۱)" (نیک) اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کو اس کی نیت کے اعتبار سے ثواب ملتا ہے" اور اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴾ (ملک: ۱۳-۱۴) (تم اپنی باتوں کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ تو سینوں کی پوشیدگیوں کو بھی بخوبی جانتا ہے، کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بیں اور باخبر بھی ہو)۔

جھوٹے دعووں کے ذریعہ

مثلا آدمی نے جو نہیں کیا اسے بیان کرتا ہے، لہذا جو اس کے پاس نہیں ہے اس کا دعوی کرتا ہے اور ڈینگیں مارتے ہوئے کہتا ہے کہ: وہ صبر کرنے والا مجاہد ہے، فلاں مشہور جنگ میں شرکت کی تھی، اور کبھی کہتا ہے کہ: اللہ کے راستے میں اسے بہت سی ابتلاء وآزمائش سے

(۱) صحیح بخاری: رقم (۱) وصحیح مسلم: رقم (۱۹۰۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوچار ہوناپڑاہے، اورایسے لوگوں سے جواس کے ماضی سے ناواقف ہوتے ہیں بیان کرتاہے: میں ایساتھا، میں نے ایساکارنامہ کیا، مجھے یہ تکلیف دی گئی، میں یہ تھا، میں وہ تھااور وہ مختلف اندازمیں ڈینگیں مارتاہے جس میں بسااوقات زیادہ تر جھوٹ اور برائے نام سچائی ہوتی ہے، اور کبھی جھوٹے خوابوں کاسہارالیتاہے ایک سچ میں دس جھوٹ ملاکر بیان کرتاہے، اس کے لئے طرح طرح کے اسلوب اور طریقے تراشتہ ہے، ان کو اس طرح بیان کرتاہے جیسے اس کے ذریعہ بزرگیت وولایت کااعلی مقام مل گیاہو، وہ ان باتوں کاگُن گان لوگوں کے سامنے اس لئے کرتاہے کہ اسے قدرومنزلت حاصل ہو، اور یہ پہلے سے بھی زیادہ براہے کیوں کہ اس کے اندردوبری چیزیں اکٹھی ہوگئیں (عربی) میں مثل ہے: "أحشفاً وسوء كيلة" "گھٹیا کھجوراور وزن میں بھی کمی"۔ چنانچہ وہ ایک ساتھ ریاءکار بھی ہے اور جھوٹا بھی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "المتشبع بمالم يعط كلابس ثوبى زور"(۱) "جواسے نہیں دیاگیااس کااظہار کرنے والا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے"۔

دیکھاجاتاہے کہ آدمی ایک شہرسے دوسرے شہر جاتاہےاوروہاں نئے شہرمیں خود کو اپنے اچھے اعمال کے بجائے قیل وقال اوربےبنیاددعووں کے ساتھ پیش کرتاہے تاکہ وہاں اس کی پہچان بنےاورلوگوں کے سامنے اس کی دھاک بیٹھے۔

اسی طرح بعض علم کاجھوٹادعوی کرنے والا کہتاہے: میں نے فلاں شیخ کی صحبت اختیار کی ہے، ان سے درس لیاہے، میں ان کے سب سے مخلص شاگردوں میں سے ہوں، مجھے دوسروں پر ترجیح دیتے تھےاورسب سے مقدم رکھتے تھے، مجھے ہروقت ان کے پاس جانے کی اجازت تھی۔

(۱) صحیح بخاری: رقم (۵۲۱۹) وصحیح مسلم: رقم (۲۱۳۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کبھی اس طرح ڈینگیں مارتا ہے ، دورحاضر کے علماء(خصوصا جو وفات پاچکے ہیں) ان سے بیان کرتا ہے اور ان کا ذکر ایسے کرتا ہے جیسے وہ اس کے اساتذہ نہ ہو کر ہم سبق رہے ہوں، قصّے کہانیاں بناتا ہے یا تدلیس کرتا ہے، کہتا ہے: مجھ سے شیخ نے بیان کیا، مجھ سے کہا، مجھے بتایا، مجھ سے رابطہ کیا، مجھ سے پوچھا اور اسی طرح کے ایسے جملے استعمال کرتا ہے جو شیخ کے نزدیک اس کے مقام و مرتبہ اور ترجیح کو بیان کرتے ہوں، حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ یہ غیر حقیقی تعلق اور علم میں جھوٹے سلسلہ کے اظہار کا ذہنی ابھار ہے اور جب علم کی طرف نسبت کرنے والوں کے اندر اس قسم کی قلبی بیماری پائی جائے تو پھر وہ ایک ہلاکت خیز بیماری ہو جاتی ہے۔

لوگوں کے سامنے اپنی شخصیت کا اظہار

شخصیت کا اظہار نفس کی بیماریوں میں سے ایک ہے جو انسان مختلف طریقوں سے کرتا ہے، جن میں سب سے نمایاں شہرت کی خواہش، اپنی ذات کو دوسروں پر فوقیت دینا، ریاست و حکومت اور عہدہ کی چاہت، ہمیشہ خود کو قائد کی حیثیت سے پیش کرنا اور ہمیشہ اپنی شخصیت کی طرف کمال کی نسبت، لہذا ایسے مواقع سے انسان اپنے عیوب کو یکسر بھول جاتا ہے، اور وہ حیثیت جو اس کی شخصیت کے مناسب ہے اسے راضی نہیں کرتی بلکہ وہ اس سے بڑھ کر چاہت رکھنے لگتا ہے، اور بسا اوقات لوگوں کے سامنے کسی نہ کسی انداز میں اس کا اظہار کر ڈالتا ہے۔

اسی طرح تعلی و خود پسندی کا اظہار، اور دوسروں کو حقارت بھری نگاہ سے دیکھنا، تواضع کا فقدان وغیرہ۔ ان سب خواہشات کو لوگوں کے سامنے اس انداز میں پیش کرنا کہ لوگوں کو اس کی چاہت کا ادراک ہو جائے ریاء کاری کے مظاہر میں سے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخلاص کے بعد ریاء کاری

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں تفصیلا بیان کیا گیا ہے کہ آدمی کوئی کام اللہ کے لئے شروع کرتا ہے، جیسے نماز کی ابتدا اللہ کے لئے کرتا ہے، صدقہ کی ابتدا اللہ کے لئے کرتا ہے یا اللہ کا ذکر آواز کے ساتھ شروع کرتا ہے، پھر جب اسے احساس ہوتا ہے کہ لوگ اس سے واقف ہو رہے ہیں یا اسے دیکھ رہے ہیں تو عمل میں زیادتی کرنے لگتا ہے شروع میں جتنی نماز کی نیت کی ہے اس سے زیادہ پڑھنے لگتا ہے یا شروع میں جتنا صدقہ کرنے کی نیت کی ہے اس سے زیادہ صدقہ کرتا ہے یا ابتدا میں جتنا ذکر کرنے کا ارادہ کیا ہے اس سے زیادہ ذکر کرتا ہے، یہ چیز بھی ریاء کاری کے دروازے کو کھول دیتا ہے اور وہ نہایت ہی آہستگی کے ساتھ آدمی کی عبادتوں کے ساتھ لگ جاتا ہے، اور بار بار ریاء کاری کا وہم دلا کر نیک اعمال کو چھوڑنے پر ابھارتا رہتا ہے۔

ریاء کاری کے خوف سے عمل کو چھوڑنا

کچھ لوگ خود پر ریاکاری سے ڈرتے ہیں اور ان پر اس کا خوف اس قدر بڑھتا جاتا ہے کہ وسوسہ میں تبدیل ہو جاتا ہے، اور بسا اوقات ریاء کاری میں پڑنے کے ڈر سے عمل صالح چھوڑ بیٹھتے ہیں، اس کی مثال یہی ہے کہ " فرَّمن الموت وفي الموت وقع " "موت سے بھاگا اور موت ہی میں گرا"، کیونکہ ریاء کاری کے خوف سے صالح عمل کا چھوڑنا شیطانی تلبیسات کی بنیاد پر ہوتا ہے، امام ابن الجوزی فرماتے ہیں: ترك الطاعات خوفاً من الرياء فإن كان الباعث له على الطاعة غير الدين فهذا ينبغي أن يترك؛ لأنَّه معصية، وإن كان الباعث على ذلك الدين وكان ذلك لأجل الله عز وجل مخلصاً فلا ينبغي أن يترك العمل؛ لأنَّ الباعث الدين، وكذلك إذا ترك العمل خوفاً من أن يقال: مراء، فلاينبغي ذلك لأنَّه من مكايدالشيطان"(۱) "عمل کو ریاء کاری کے خوف سے ترک

(۱) الآداب الشرعیۃ: (۱/۲/۸۳) و مختصر منہاج القاصدین: ص (۲۸۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کردینا، اگر عمل دین کی وجہ سے نہیں ہے تو چھوڑدیناہی مناسب ہے، کیونکہ یہ معصیت ہے اوراگر دین کی وجہ سے ہےاور یہ اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ ہے تو عمل کو چھوڑنامناسب نہیں ہے کیونکہ یہ عمل کی وجہ دینداری ہے،اسی طرح اگراس ڈرسے عمل ترک کرتاہے کہ لوگ اسے "ریاءکار" کہیں گے تواسے چھوڑناجائزنہیں کیونکہ یہ شیطانی چال ہے"۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:"اگردوآدمی ایک ساتھ سفرمیں ہوں اوران میں سے کوئی دورکعت نمازپڑھناچاہتاہولیکن اپنے ساتھی کی وجہ سے چھوڑدیتاہے تویہ ریاءکاری ہےاور اگراپنے ساتھی کی وجہ سے پڑھتاہے تویہ شرک ہے"(۱)۔

فضیل بن عیاض فرماتے ہیں:"ترْك العمل لأجْلِ الناس رِياء، والعمل لأجْل الناس شرْك، والإخلاص أن يعافيَك الله منهما"(۲) "لوگوں کی وجہ سے کوئی عمل ریاء کہلاتاہے،اورلوگوں کی وجہ سے کوئی عمل کرناشرک ہے،اوراخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالی ان دونوں سے تم کوبچائےرکھے"۔

لہذاکسی مسلمان کے لئے یہ قطعاجائزنہیں کہ وہ ریاءکاری کے خوف سے عبادات و اعمال صالحہ ترک کردے،بلکہ ایسے موقع سے اسے شیطان اورنفس سے مجاہدہ اورلڑائی کرکے اس عمل کوکرے،اگرشیطان یہ دل میں ڈالتاہے کہ تم ریاءکارہو تواس عمل کواوراچھی طرح اداکرے اورنیک کام میں اورزیادتی کرے،حارث بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:"إذا أتاك الشيطان وأنت تصلي فقال :

(۱) حلیۃ الأولیاء/ابونعیم الاصفہانی:(۸/۷۱)۔

(۲) فصل الخطاب فی الزہدوالرقائق والآداب لمحمد نصرالدین عویضۃ:(۶/۱۰۵)،الرسالۃ القشیریۃ لابی القاسم عبدالکریم القشیری:(۲/۳۶۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"إنك ترائي" فزدها طولًا"(۱) "اگر نماز کے وقت شیطان آکر وسوسہ ڈالتا ہے کہ تم ریاء کاری کر رہے ہو تو تم نماز کو اور لمبی کرو"۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَا يَنْبَغِي أَنْ يُتْرَكَ الذِّكْرُ بِاللِّسَانِ مَعَ الْقَلْبِ خَوْفًا مِنْ أَنْ يُظَنَّ بِهِ الرِّيَاءُ، بَلْ يَذْكُرُ بِهِمَاجَمِيعًا، وَيَقْصِدُبِهِ وَجْهَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ" (۲)"اس ڈر سے کہ لوگ اسے ریاء کار سمجھیں گے دل کے ساتھ زبان سے ذکر چھوڑنا مناسب نہیں ہے، بلکہ زبان ودل دونوں سے ذکر کرے اور اس سے اللہ کی رضاء مقصود رکھے"۔

یہاں یہ واضح رہے کہ "لوگوں کی وجہ سے چھوڑے جانے والے عمل کو مطلقاعام نہیں مانا جاسکتا بلکہ اس کے اندر تفصیل ہے اور اعتبار نیت کا ہوتا ہے، کیونکہ بعض اعمال جو واجب نہیں ہیں آدمی سیاست شرعیہ کی بنیاد چھوڑ دیتا ہے، اسی طرح کچھ نفلی عبادتیں جو لوگوں کے سامنے کرنے سے فتنہ یا بعض مضرات کا سبب بنیں وہاں چھوڑ دینا جائز ہے(۳)۔

بعض اسلاف سے مروی ہے کہ وہ جب اپنے نفس پر عبادتوں میں بعض تزین یا کثرت مجاہدہ کا خوف محسوس کرتے تو بعض نفلی عبادتیں ترک کر دیتے، امام اعمش کہتے ہیں کہ میں ابراہیم نخعی کے پاس تھا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اسی وقت ایک آدمی نے ان کے پاس آنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے قرآن مجید کو بند کر دیا اور کہا کہ: "میں نہیں چاہتا کہ وہ یہ سمجھنے لگے کہ میں ہر وقت تلاوت میں لگا رہتا ہوں"(۴)۔

---

(۱) الزھد/الامام وکیع بن الجراح: (۲۵۹)، ابن ابی شیبہ: (۲/ ۴۷۶) الزھد/الامام احمد (۲۰۹۲)، تھذیب الآثار/ الطبری: مسند عمر رضی اللہ عنہ: (۱۱۴۱)۔

(۲) الاذکار: ص(۱۰)۔

(۳) دیکھئے: دائمی کمیٹی برائے فتاوی: (۱/۷۶۷)۔

(۴) الآداب الشرعیہ: (۱/۲۶۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پوشیدہ اور نہایت ہی باریک انداز میں عبادت کا اظہار

آدمی بظاہر عبادت کو چھپاتا ہے لیکن نہایت ہی سرّی انداز میں اس کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگ اس سے واقف ہو جائیں، جیسے تسبیح واستغفار سرّا کرتا ہے لیکن کبھی کبھی ہونٹوں کو متوجہ کرنے والے انداز میں حرکت دینے لگتا ہے یابسااوقات آواز سے کرنے لگتا ہے تاکہ لوگ جان جائیں کہ وہ حالت ذکر میں ہے، چنانچہ اس کا ہدف لوگوں کی تعریف ہوتا ہے اور یہی ریاکاری اور دکھاوے کا باریک اور پوشیدہ راستہ ہے اور چونکہ (نیک) اعمال کا دار ومدار نیت کی درستگی پر ہے اور انسان وہی پائے گا جو اس کی نیت ہوگی لہذا اگر آدمی ریاکاری کا مقصد لے کر یہ کام نہیں کرتا تو یہ چیز اس کے لئے نقصان دہ نہیں ہے اور اگر کرنے کا مقصد لوگوں کو دکھانا ہے تو ایسی صورت میں اس نے ریاءکاری اور اخلاص کا اظہار دونوں کو اکٹھا کر لیا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴾ (ملک:۱۳-۱۴) (تم اپنی باتوں کو چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ تو سینوں کی پوشیدگیوں کو بھی بخوبی جانتا ہے، کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بیں اور باخبر بھی ہو)۔

اسی قسم میں سے یہ بھی ہے کہ: جب کسی کے سامنے کھانا پیش کیا جائے تو کہتا ہے "آج جمعرات ہے" مقصد یہ بتانا ہوتا ہے کہ جمعرات کو روزہ رکھنے کی اس کی عادت ہے، جب کہ نبی اکرم ﷺ نے رہنمائی فرمائی ہے کہ جب کوئی کسی کھانے کی طرف بلایا جائے اور وہ روزہ سے نہ ہو تو کھالے اور اگر روزہ ہو تو ان کے لئے دعاء کرے اور کہے: " اللہ تجھے تمہارے کھانے پینے اور روزی میں برکت دے" یا اسی طرح کا کوئی جملہ کہے(۱) ۔

(۱) صحیح مسلم: رقم (۱۴۳۱) أحمد: رقم (۷۶۹۱) اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: " إذادعی أحدکم فلیجب ، فإن کان صائماً فلیصل وإن کان مفطراً فلیطعم "" جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو اسے قبول کرلے، اگر روزہ سے ہے تو دعا کرے اور اگر روزہ سے نہیں ہے تو کھالے"، "فلیصل" کا معنی بیان فرماتے ہوئے امام نووی لکھتے ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تواضع اور انکساری کا مظاہرہ

بسااوقات آدمی خود کے نقائص وعیوب بیان کر کے تواضع اور انکساری کا اظہار کرتا ہے، کہتاہے: میں تو مسکین ہوں، اللہ ہی سے مدد ہے، ہم نے کچھ نہیں کیا، بلکہ بسااوقات تو خود کی ملامت اور سب وشتم کرڈالتاہے، اب چاہے اس کے دل میں یہ اعتقاد ہو کہ وہ خود کو کچھ نہیں سمجھتا یا اعتقاد نہ ہو، وہ ہمیشہ (اسی طرح) اظہار کرتا رہتاہے یہاں تک کہ شیطان آتا ہے اور کہتاہے: خوش ہو جا تو ریاءکاری سے بچ گیا جب کہ شیطان اسے تواضع کی ریاکاری اور نفس کی برائی کے ذریعہ منہ کے بل ریاکاری میں دھکیل دیتاہے۔

ایک بار ایک صاحب تقریر کے لئے اسٹیج پر چڑھے اور کہنے لگے " میں تو ناتواں حقیر ہوں، میری اتنی حیثیت نہیں کہ میں آپ حضرات کے سامنے کھڑا ہوسکوں، میرا علم ناقص ہے " مجلس میں سے ایک صاحب کھڑے ہو کر کہنے لگے: "جناب ہم لوگ علماء سے علم کی باتیں سننے آئے ہیں، جب آپ کو کچھ معلوم نہیں ہے تو اسٹیج کسی عالم دین کو دیجئے تاکہ ہم انہیں سن سکیں"۔

اس طرح کے بے شمار لوگ ملتے ہیں جو اپنی بے بضاعتی وکم مائیگی کا ڈھینڈھورا پیٹ کر درحقیقت تواضع وانکساری کے اظہار کے ذریعہ اپنی شخصیت کو ظاہر کے ریاءکاری کو راستہ دیتے ہیں۔

حالانکہ ایسے مواقع سے اعتدال ضروری ہے نہ کہ اپنے نفس کے سب وشتم کا اظہار اور اس کی تعریف کرنا۔

کہ: جمہور نے کہا کہ: اس کا معنی یہ ہے کہ دعوت دینے والے کے لئے مغفرت اور برکت وغیرہ کی دعاء کرے، دیکھئے: شرح نووی علی صحیح مسلم: (۹/۲۳۶)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسروں کے عیوب کا اظہار

شیطان آدمی کے پاس دوسروں کی برائی کے راستے آتا ہے کیوں کہ وہ دوسروں کی برائی کر کے اس برائی سے جس سے اس کو متہم کر رہا ہے خود کو پاک و بری قرار دیتا ہے، کہتا ہے: فلاں —اللہ کی پناہ— کبھی تہجد نہیں پڑھتا، میں نے فلاں کو کبھی روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، فلاں کے ہاتھ خیرات نہیں بانٹتے-جبکہ وہ مجھ سے زیادہ مالدار ہے— اس کا مقصد یہ کہنا ہوتا ہے کہ میں اس جیسا نہیں ہوں میں تو بہت زیادہ نماز، روزہ اور صدقہ کرنے والا ہوں، اگر اسے سمجھ ہوتی تو کہتا (۱):

لنفسی أبکی لست أبکی لغیرها   لنفسی من نفسی عن الناس شاغل

"میں خود کے لئے روتا ہوں دوسروں کے لئے نہیں میرا نفس خود کے لئے لوگوں سے دل بہلاتا ہے"۔

یا جیسے امام شافعی نے کہا:

لسانك لاتذكربه عورة امرئ   فكلك عورات و للناس ألسن

و عينك إن أبدت إليك معايباً   فصنهاوقل: ياعين للناس أعين

"اپنی زبان کو روکو اس سے کسی آدمی کے عیب مت بیان کرو تم میں سے ہر ایک کے کچھ عیوب ہوتے ہیں، اور لوگوں کے پاس بہت ساری زبانیں ہیں اور اپنی نگاہ کو روکو اگر وہ عیب جو بن کر تمہارے پاس آتی ہے تم اسے بچاؤ اور کہو: اے نگاہ لوگوں کی ڈھیر ساری نگاہیں ہیں"۔

عیب جو اور غیبت خوروں کے پاس عیب جوئی اور غیبت خوری کے ذریعہ لوگوں پر برتری حاصل کرنے اور یہ دکھانے کے لئے کہ وہ ان سے بہتر اور افضل ہیں عیب جوئی اور غیبت خوری کے مختلف آرٹ ہوتے ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "بعض لوگ

---

(۱) ربیع بن خیثم/الاعلام بحرمۃ اھل العلم والاسلام لمحمد المقدم: (۳۸/۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مختلف پیرائے میں غیبت کرتے ہیں، کبھی دیانت وبھلائی کے انداز میں، کہتے ہیں: میری عادت صرف دوسروں کے ذکر خیر کی ہے میں غیبت اور جھوٹ پسند نہیں کرتا بس اس کی حالت بتارہا ہوں اللہ کی قسم! وہ مسکین آدمی ہے یالاثانی ہے لیکن اس کے اندر ایسی ویسی کمی ہے۔اور کبھی کہتاہے: اس کے متعلق مجھے معاف کرو،اللہ ہمیں اور اسے معاف کرے اور یہاں پر اس کا مقصد اس کی تنقیص اور برائی ہوتاہے اور وہ غیبت دیانت اور بھلائی کے انداز میں کرتاہے،اور اس کے ذریعہ جس طرح مخلوق کو دھوکا دے رہاہے ویسے ہی اللہ کو دھوکا دیناچاہ رہاہے، ہم نے ان میں اس طرح کے بہت سارے رنگ دیکھے ہیں۔

کچھ لوگ دوسرے کاذکر کرتے ہیں اور اس دوران خود کواونچادیکھانے کی کوشش کرتے ہیں، کہتے ہیں: "جب مجھ کو یہ پتہ لگاکہ وہ ایساایساہے تو میں نے کل رات اپنی نماز میں اس کے لئے دعاء کی "مقصد ہوتاہے اپنے معتقدین کے نزدیک خود کواونچاکرلے اور اسے گرادے، یایہ کہتاہے: "فلاں کندذہن ہے، بہت کم فہم ہے "اس کا مقصد اپنی تعریف کرنا، اپنی پہچان بنانااور یہ جتاناہوتاہے کہ وہ اس سے برترہے۔

اوران میں سے بعض مذاق اور تمسخر کے انداز میں غیبت کرتے ہیں تاکہ اس کا مذاق اڑا کے،اس کی نقل کرکے اوراس کی تحقیر کرکے لوگوں کو ہنسایاجائے ۔

بعض لوگ تعجب کے انداز میں غیبت کرتے ہیں،کہتے ہیں: مجھے فلاں پر تعجب ہے اس نے ایساکیوں نہیں کیا؟ اور فلاں پر تعجب ہے اس سے یہ کیسے ہوگیا؟ اوراس نے یہ کیسے کردیا؟ اس کانام تعجب کے انداز میں نکالتاہے۔اوران میں سے بعض غم کااظہار کرتے ہیں: "فلاں مسکین ہے،اس کے ساتھ جوہوااس پر مجھے افسوس ہے" سننے والا یہ سمجھتاہے کہ وہ اس پر غم و افسوس کااظہار کررہاہے جبکہ اس کادل اس سے راحت پارہاہوتاہے، اگراس کابس چلتاتواس کی پریشانیوں کواور بڑھا دیتا،اور بعض دفعہ اس کے دشمنوں کے نزدیک اس کاتذکرہ کرتاہے تاکہ وہ اس سے سکون پائیں یہ اوراس جیسی چیزیں دل کی بڑی بیماریوں میں سے ہیں اور اللہ اوراس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخلوق سے دھوکا ہے۔ اور بعض لوگ غیبت کا اظہار غصّہ اور برائی کے انکار کی شکل میں کرتے ہیں اور اس ضمن میں خوب چکنی چپڑی باتیں کرتے ہیں جب کہ دل میں اس کے علاوہ ہوتا ہے۔واللہ المستعان۔ "(۱)۔

قدر و منزلت کا اعتبار

کبھی آدمی لوگوں کے درمیان نیک و متقی معروف ہو جاتا ہے تو نفس اسی ذریعہ سے ان کے نزدیک مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور ڈرتا ہے کہ اگر کچھ بھی کوتاہی ہوئی تو اس کی عزت گھٹ جائے گی، لہذا وہ اپنے کام میں لوگوں سے موازنہ شروع کر دیتا ہے یا ان کے سامنے اپنے ان نیک کاموں کا اظہار شروع کر دیتا ہے۔ بطور نیکی نہیں بلکہ ان کے نزدیک اپنا مقام و مرتبہ قائم رکھنے کے لئے۔

اور کبھی تقریر کرتا ہے اس لئے نہیں کہ وعظ کی ضرورت ہے، بلکہ اس کے شعور واحساس میں یہ بات ہے کہ لوگ اس کی تقریر بڑے شوق سے سنتے ہیں اور اس کا انتظار کرتے ہیں اور چونکہ اس کے اندر تقریر کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہے نہیں جس سے لوگوں میں اس کا اعتبار باقی رہے لہذا کہی گئی بات اس کا مقصود نہیں ہوتی بلکہ لوگوں کے نزدیک اپنی شخصیت سنوارنا اور قدر و منزلت کو قائم رکھنا مقصد ہوتا ہے اور یہ ایک پوشیدہ اور غامض راستہ ہے، کیوں کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اگر عمل کا مقصد اللہ تعالی کی خوشنودی ہے تو اس پر اسے ثواب ملے گا اور اگر اپنی وجاہت قائم رکھنا مقصد ہے تو اس کی نیت کا ہی اعتبار ہوگا۔

ایسی گفتگو جو اس کی عبادت گذاری کو بیان کرے

ریاء کاری میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی ایسی گفتگو کرے جس سے پتہ چلے کہ وہ نیکیاں کرتا ہے، مثلا یہ کہے: جب بندہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے تو اس کی زبان جھک جاتی ہے اور وہ

(۱) الفتاوی: (۲۸/۲۳۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں لین ہو جاتا ہے خاص طور سے تہجد میں اور اس کا مقصد یہ بیان کرنا ہوتا ہے کہ اسے اس کا تجربہ ہے ۔ یا ایسے کہے کہ : بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ روزہ رکھنے میں مشقت وپریشانی اور تھکاوٹ ہے لیکن جن لوگوں کو اس کا تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ اس کے اندر کوئی تھکاوٹ یا مشقت نہیں ہے۔اس کے کہنے کا مقصد یہ بتانا ہوتا ہے کہ وہ روزہ داروں میں سے ہے۔

اور کبھی تو اس کا عمل سرّ سے اعلان واظہار کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، جیسے کوئی کہے: فلاں نے کل رات فجر کی اذان وقت سے آدھا گھنٹہ پہلے دیدیا مقصد یہ بتانا ہوتا ہے کہ فجر سے پہلے اٹھنا اس کی عادت ہے جبکہ ائمہ سلف اس قسم کے عیوب سے کوسوں دور رہا کرتے تھے اور ہمہ وقت ریاءکاری سے اپنی حفاظت کرتے تھے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے جب اپنے ساتھیوں سے یہ پوچھا کہ کل رات جو تارہ ٹوٹا تھا اس کو کس نے دیکھا؟ تو حصین بن عبدالرحمن نے کہا کہ : میں نے اور پھر فوراہی اس کی وضاحت بھی کردی کہ وہ نماز نہیں پڑھ رہے تھے بلکہ ان کو بچھونے ڈنک ماردیا تھا(۱) لہذا انہوں نے اس بات کی نفی کردی جس کی طرف ذہن فوراجاتاہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے بلکہ انہوں نے وضاحت کردی کہ وہ نماز نہیں پڑھ رہے تھے بلکہ ان کو بچھونے ڈنک ماردیا تھا اس وجہ سے جگے ہوئے تھے یہ انہوں نے اس لئے کیا کہ سلف صالحین خود کی تعریف اور اپنے محاسن کا ذکر ناپسند کرتے تھے۔

عبدہ بن سلیمان مروزی سے مروی ہے،وہ کہتے ہیں کہ :"ہم لوگ رومیوں سے لڑنے کے لئے نکلے، رومیوں میں سے ایک آدمی ایسا کھڑا ہوا جس کا حملہ بڑا سخت تھا،جب بھی کوئی مسلمان اس کے مقابلے پر آتا وہ اسے اپنی تلوار سے مار ڈالتا یہاں تک کے مسلمان اس سے بہت زیادہ خوف کھانے لگے، اسی دوران مسلمانوں میں سے ایک نقاب پوش اس کے

(۱) صحیح مسلم:رقم (۲۲۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے آیا، اس کا مقابلہ کیا اور اسے مار ڈالا اور پھر نقاب پوشی ہی کی حالت میں فوج میں لوٹ گیا" مروزی کہتے ہیں: "میں اس کے پاس آیا اور اس کا نقاب ہٹادیا تاکہ دیکھوں کہ وہ کون ہے، کہ دیکھتاہوں کہ یہ تو ماہر جلیل القدر فقیہ اور محدث امام عبداللہ بن مبارک ہیں، وہ اس بات سے سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ: " تم (نقاب ہٹاکر) میری فضیحت کرنا چاہتے ہو" (۱)۔

غور کیجئے کہ انہوں نے اپنے عمل کو پوشیدہ رکھنے اور اسے ظاہر نہ کرنے کی کیسی کوشش کی، پھر یہ بھی دیکھئے کہ وہ کس قدر اعمال صالحہ، علم، فقہ، جہاد اور صدقہ و خیرات وغیرہ جیسے نیک اعمال کے جامع تھے۔

لہذا ایسا کرنے والے کا مقصد اگر ریاء کاری اور تعریف پسندی ہے تو اس کا عمل رائیگاں ہے اور اگر مقصد ریاء کاری نہیں ہے تو بھی اس کا عمل پوشیدگی اور سرّ سے اظہار واعلان کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جس سے ثواب واجر کم ہو جاتا ہے۔

کچھ لوگ اپنی عبادتوں اور خوبیوں کا گن گان اس طرح کرتے ہیں جیسے وہ وقت کے بہت بڑے ولی ہوں: " میں نے ایسا دیکھا، ایسا کیا، مجھ میں ایسے ایسے کرامات ظاہر ہوئے" اور کبھی جو ہوا نہیں اس کا بھی دعوی کر بیٹھتے ہیں۔

آدمی خود کو اپنی حیثیت سے بالا کرے

علم کے کسی باب کا اہتمام کرتا ہے اس کے مسائل اور اس کی باریکیوں میں غور کرتا ہے اور اس کا مراجعہ کرتا ہے اور بعض نصوص، بعض اقوال اور بعض کتب کو حفظ کرتا ہے، اور جب کوئی بڑی مجلس پاتا ہے تو شروع کر دیتا ہے: فلاں نے کہا، فلاں نے فرمایا اور مسائل اور ان کے دلائل کو کتاب، جزء اور صفحہ کے اہتمام کے ساتھ بیان کرتا ہے اور جو کچھ بھی اسے یاد ہو اسے تفصیل سے بتاتا ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگ اسے عالم کہیں اور اس کا

(۱) تاریخ بغداد: (۱/۱۶۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر بڑے علامہ اور فہامہ کی حیثیت سے ہو، بسااوقات اپنے اردگرد موجود جاہل لوگوں سے ان امور میں بات کرتاہےاور بعض باتیں کھل کربیان کرتاہے جو صرف بڑے علماء کو زیب دیتا ہے، جیسے کہتاہے : "میں یہ سمجھتاہوں" "میرے نزدیک یہ صحیح ہے" "جو میں سمجھتاہوں" "اوراس مسئلہ میں جو ہمارے نزدیک راجح ہے" اور" میں کہتاہوں" وغیرہ جو صرف اہل علم، باحثین اور محققین کا شیوہ ہے نہ کہ کم تراور مبتدئین کا،اسی لئے کسی شاعر(۱) نے کہاہے :

أتانا من الأعراب قوم تفقهوا　　　وليس من الفقه قبل ولا بعد

يقولون هذا عندنا غير جائز　　　ومن أنتم حتى يكون لكم عند

"ہمارے پاس دیہات سے کچھ لوگ آئے جن کا دعوی تھا کہ وہ دین میں سمجھ رکھتے ہیں جب کہ نہ وہ پہلے فقہ کے بارے میں سمجھ رکھتے تھے اورنہ اب، وہ کہتے ہیں کہ "یہ ہمارے نزدیک جائزنہیں" تمہاری حیثیت ہی کیاہے کہ تجھے بھی عند (ہمارے نزدیک) کہنے کااختیار حاصل ہے"۔

اہل علم کی تنقیص

بعض ریاءکار کو شیطان اہل علم کی غیبت وبرائی اوران پر رد پر ابھارتاہے جس کے ذریعہ سے وہ ان سے بڑابننااوران کے زمرے میں شامل ہوناچاہتاہے تاکہ کہاجائے کہ فلاں کے اوپراس نے رد کیاہےاور فلاں کولاجواب کردیااور فلاں سے مناظرہ کیااوراسے دلیل سے پست کردیااوراس پر بھاری پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور کبھی ان کامرتبہ گھٹادیتاہے تاکہ ان سے فائق ہوجائےاور کبھی ان کے لئے دعاء کرتاہے تاکہ ان پر نرمی ظاہر کرکے اپنی چاہت پوری کرے، کہتاہے: "فلاں شخص—اللہ اسے اور ہمیں معاف کرے—اس نے ایسے کہااور

---

(۱) ابن دقیق العید/السلوک لمعرفۃ دول الملوک للمقریزی:(۲۹۳/۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نے ایسا کیا" اور " فلاں - اللہ بے عزتی سے بچائے – اس سے یہ سرزد ہو گیا " اور کبھی تھوڑی شفقت کا اظہار کرتا ہے، کہتا ہے: "فلاں مسکین ہے" "اسے یہ ہو گیا" اور اس کے پاس اس کا ذکر ہوتا ہے تو اس سے بے اعتنائی برتتا ہے اور کہتا ہے: "چھوڑو اللہ اس کے اور ہمارے گناہ پر پردہ کرے" یا "چھوڑو ہمیں اس کی ضرورت نہیں" یا "ہمیں غیبت سے دور رکھو" اور اس کا مقصد اس انسان کی تنقیص ہوتی ہے لیکن نہایت ہی چالاکی کے ساتھ جسے صرف پرکھنے والے ہی پرکھ سکتے ہیں۔

بہت سارے علماء اور قلم کار حضرات جب ایک دوسرے کے کسی موقف کا رد کرتے ہیں یا اس کی کسی دلیل کا جائزہ لیتے ہیں تو دبے الفاظ میں اس کی تنقیص کرنے سے نہیں چوکتے، اور یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ علم میں وہ ان سے بڑھ کر ہے، اور یہ چیز اس کے لئے ریاءکاری کا دروازہ کھول دیتی ہے، ایسے موقع سے مدمقابل کے علم کا اعتراف اور شائستگی کے ساتھ احقاق حق اور اثبات خطا کے جذبہ کے ساتھ اس کے دلائل و موقف کا رد علمی فریضہ ہے، نہ کہ کسی کی تنقیص کرکے اس کو نیچا دکھانا اور اپنے علم کا دھاک بٹھا کر تکبر اور ریاءکاری کو راستہ دینا۔

شہرت کی خاطر علم کا حصول

کچھ لوگوں کو شیطان حصول علم اور اس میں وسعت پیدا کرنے پر ابھارتا ہے اور اس کا ارادہ ہوتا ہے کہ ایسا مفتی بن جائے جس سے فتوی طلب کیا جائے یا قابل ذکر عالم بن جائے یا ایسا مصنف بن جائے جس کی کتاب ہاتھوں ہاتھ لی جائے یا ایسا مبلغ بن جائے جس کے گرد بھیڑ اکٹھی ہو صحیح مسلم کے اندر ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان لوگوں کے بارے میں جنہیں جہنم میں سب سے پہلے ڈالا جائے گا فرمایا کہ وہ تین طرح کے لوگ ہوں گے جن میں سے ایک وہ آدمی ہوگا: "جس نے تعلیم و تعلم کا پیشہ اختیار کر رکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگااور قرآن مجید کا قاری ہوگا اسے لایا جائے گااوراس سے اس کی نعمتوں کی پہچان کرائی جائے گی وہ ان کو پہچان لے گا،اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ان نعمتوں میں کیا کیا؟ جواب دے گا کہ میں نے علم حاصل کیااوراسے لوگوں کو سکھایااور تیرے لئے قرآن کی تلاوت کی تواللہ تعالی فرمائے گاکہ توجھوٹاہے، تونےاس لئے علم حاصل کیا کہ تجھے عالم کہاجائےاور قرآن اس لئےپڑھی کہ قاری کہاجائے دنیامیں تجھے یہ کہہ لیاگیاپھر حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹاجائے گایہاں تک کہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا"(۱) ۔

اسی طرح کا انسان جسے علمی مقام ومرتبہ حاصل ہےاس سے ایسا مسئلہ پوچھا جاتاہے جسے وہ نہیں جانتاہے،اسے خوف ہوتاہے کہ اگروہ "اللہ أعلم "یا" مجھے معلوم نہیں" کہے گاتولوگوں کے نزدیک اس کامقام ومرتبہ گھٹ جائے گااور وہ اس کے بارے میں برا گمان کریں گے اوراس سےاعراض کرنے لگیں گےاور اس سے کہیں گے کہ : تواتنابڑاعالم دین ہوکراوراس مقام پر پہنچ کر یہ مسئلہ کیسے نہیں جانتا ہے؟لہذاشیطان اور جاہل لوگ اسےاسی طرح دھوکادیتےرہتےہیں یہاں تک کہ جہالت پر مبنی فتوی دے ڈالتاہے پھر خود گمراہ ہوکراوردوسروں کوگمراہ کرکے جہنم کاایندھن بن جاتاہے۔

چنانچہ ایک واقعہ مشہورہے کہ ایک عالم دین اسٹیج پر چڑھے ان سے کوئی مسئلہ پوچھا گیاتو انہوں نے کہا :"لاادری"یعنی" مجھے یہ مسئلہ معلوم نہیں ہے"توحاضرین میں سے کسی نے کہا کہ یہ " لاادری " (یعنی جسے معلوم نہیں) کامقام نہیں ہے یہ توعلماء کامقام ہے ! توانہوں نے جواب دیا: میں اپنے علم کے بقدراس مقام پر پہنچاہوں اگرجہالت کے بقدر پہنچتاتوآسمان کی بلندیوں میں ہوتا۔

(۱) صحیح مسلم:رقم (۱۹۰۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: "جب عالم "لاادری" (اس بارے میں مجھے علم نہیں) کہنا چھوڑ دیتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم امام المسلمین اور سید العالمین ہوتے ہوئے بھی جب آپ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا تو اس وقت تک جواب نہیں دیتے جب تک آسمان سے وحی نہیں آجاتی" امام شعبی کہتے ہیں کہ: "لا أدری کہنا نصف علم ہے"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور علی بن حسین سے بھی اسی معنی کی روایتیں آتی ہیں(۱)۔

شاعر کہتا ہے(۲) :

ومن كان يهوى أن يُرى متصدّراً ويكره «لا أدري» أُصيبْت مَقاتلُه

"جو آدمی سردار بننے کی چاہت رکھتا ہو اور "لاادری" کہنا پسند نہیں کرتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے"۔

خشوع و خضوع کا اظہار

بسا اوقات شیطان نمازی کو اپنی نماز میں خشوع خضوع اور بناوٹ پن کے اظہار پر ابھارتا ہے لہذا وہ تصنع و تکلف کی حالت میں خشوع و خضوع کا زبردستی اظہار کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اور اپنے کندھے کو بلند کرتا ہے اور اپنے سر کو جھکاتا ہے جس کے متعلق نہ سنت وارد ہے اور نہ ہی وہ اخلاص کی بنیاد پر ہوتا ہے، عبداللہ القرشی فرماتے ہیں: "عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان کو نماز میں سر جھکائے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ: یہ کیا ہے؟ اپنا سر اٹھاؤ جو دل میں ہے اس سے زیادہ خشوع نہیں ہو سکتا اگر کسی نے لوگوں کے سامنے دل میں موجود خشوع سے زیادہ کا اظہار کیا تو اس نے نفاق کے اوپر نفاق کا اظہار کیا"۔

(۱) الآداب الشرعیۃ والمنح المرعیۃ للمقدسی: (۲/ ۵۸) ۔

(۲) أبو بکر ابن درید/ أدب الدنیا والدین: (۱۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ سنت کی اتباع اور قرآن وسنت میں وارد طریقے کے مطابق عمل کرنے سے ہی خشوع وخضوع حاصل ہوتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صلوا كما رأيتموني أصلي "(۱)"جس طرح مجھکو نماز پڑھتے دیکھاہے ویسے ہی نماز پڑھو"۔

اس سلسلے میں جن چیزوں کی رعایت کرنی ہے اور جو سنتیں معروف ہیں وہ ہیں: سجدہ کی جگہ کو دیکھنا،دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھنا یا پیٹ کے اوپری حصے پر رکھنا جیسا کہ جمہور اہل علم کا مسلک ہے اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہے اور اس باب میں وارد یہی سب سے صحیح مسلک ہے(۲) نیز آدمی قیام وقعود اور رکوع وسجود میں اعتدال برتے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔

اور کبھی شیطان قاری کے پاس آتا ہے اور اسے رونے پر ابھارتا ہے تاکہ لوگ اس کی قراءت سن کر خشوع اختیار کرلیں اور اس کا رونا سن کر رونے لگیں اور جوں جوں بھیڑ اکٹھی ہوتی جاتی ہے رونے میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور قراءت منقطع ہو جاتی ہے اور دعاء قنوت میں تو زبردستی رونے اور آنسو ٹپکانے کے لئے دعاؤں میں عجیب طرح کی مبالغہ آرائی، قافیہ بندی اور جملہ سازی دیکھنے اور سننے کو ملتی ہے اور بسا اوقات آدمی نہایت ہی عظیم ترین آیات کی تلاوت کرتا ہے جن کے اندر وعد ووعید، زجر وتہدید اور تخویف ہوتی ہے لیکن نہ روتا ہے اور نہ ہی رلاتا ہے لیکن جب دعاء قنوت آتی ہے تو خوب چیخ وپکار اور شور وغُل سنائی دیتی ہے۔

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ اپنی بہترین کتاب " تلبیس ابلیس" کے اندر فرماتے ہیں:

خشوع وخضوع، سرجھکانے اور رہبانیت میں صوفیاء کے ساتھ ابلیس کی دسیسہ کاری: "جب

(۱) صحیح بخاری: رقم (۲۰۰۸)، صحیح مسلم: رقم (۶۷۵)۔

(۲) ابن خزیمۃ: رقم (۴۷۹) اس کی اصل صحیح مسلم کے اندر ہے سوائے لفظ "علی صدرہ" کے، دیکھئے: صحیح مسلم: رقم (۴۰۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خوف دل میں جا گزیں ہو جاتا ہے تو ظاہری خشوع ضروری ہو جاتا ہے، جسے دفعہ کرنا اس کے بس میں نہیں ہوتا، اور رونے اور سر جھکانے میں تکلف برتنا قابل مذمت خشوع ہے، جسے لوگ زھد کی نگاہ سے دیکھیں اور مصافحہ کرنے اور ہاتھ چومنے کے لئے تیار ہو جائیں اور جب اس سے دعاء کی درخواست کی جاتی ہے تو ایسے تیار ہو جاتا ہے جیسے دعاء کی قبولیت کا براہ راست نزول ہونے والا ہے، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ ان سے دعاء کی درخواست کی گئی تو انہیں یہ بات ناپسند ہوئی اور یہ بات ان پر شاق گزری۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں خوف کی شدت خاکساری اور حیاء پر ابھارتا ہے، چنانچہ وہ اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھاتے، حالانکہ یہ کوئی فضیلت کی بات نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی خشوع سے بڑھ کر کوئی خشوع نہیں ہے، صحیح مسلم کے اندر ابو موسی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ :" اللہ کے رسول ﷺ اپنا سر آسمان کی طرف بہت زیادہ اٹھایا کرتے تھے"(۱)۔

اس حدیث کے اندر دلیل ہے کہ آسمان کی نشانیوں سے عبرت کی خاطر اس کی طرف نگاہ اٹھانا مستحب ہے، اور اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے : ﴿ أَفَلَمْ يَنظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا ﴾ (ق:٦)(کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کیسے بنایا ہے)۔

نیز فرمایا:﴿ قُلِ انظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴾ (یونس:۱۰۱)(کہہ دیجئے کہ غور کرو کہ آسمان اور زمین میں کیا ہے)۔

ان آیات کے اندر صوفیاء پر رد ہے کیوں کہ وہ لوگ بزعم خویش خشوع و خضوع اختیار کرتے ہوئے سالوں آسمان کی طرف نہیں دیکھتے، ابو سلمہ بن عبد الرحمن فرماتے ہیں: "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ انحراف کرنے والے تھے اور نہ ہی کمزوری اور خشوع کا اظہار

(۱) صحیح مسلم: رقم (۲۵۳۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے والے، وہ لوگ اپنی مجلسوں میں اشعار پڑھتے اور ایام جاہلیت کے کارنامے بیان کرتے، کوئی جب ان سے ان کی دینداری سے متعلق گفتگو کرنا چاہتا تو ان کی نگاہیں اس پر ایسے گھومتیں جیسے کہ وہ پاگل ہو"(۱) کہمس سے مروی ہے کہ " ایک آدمی نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایسے سانس لیا جیسے غم کا اظہار کر رہا ہو تو انہوں نے اسے گھونسا مارا"۔

عاصم بن کلیب جرمی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ابی بن کعب کی ملاقات عبدالرحمن بن اسود سے ہوئی جو چلتے تھے تو تخشعا دیوار کے کنارے چلتے تھے، ابی بن کعب نے کہا: " تم دیوار کے کنارے سے کیوں چلتے ہو؟ اللہ کی قسم عمر جب چلتے تھے تو زمین کو سختی سے کچلتے ہوئے چلتے تھے اور بلند آواز والے تھے" ابوخیثمہ فرماتے ہیں: شفاء بنت عبداللہ (۲) نے چند لوگوں کو دیکھا جو ہلکے قدم کے ساتھ چل رہے تھے دھیرے دھیرے گفتگو کر رہے تھے، تو پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ "عابد" لوگ ہیں، تو انہوں نے فرمایا: " اللہ کی قسم عمر (رضی اللہ عنہ) جب بات کرتے تھے تو سناتے تھے (یعنی اونچی آواز میں بات کرتے تھے) اور جب چلتے تھے تو تیزی سے چلتے تھے اور جب مارتے تھے تو تکلیف پہونچاتے تھے اور وہ حقیقی زاہد وعابد تھے" (۳)۔

---

(۱) اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے مصنف: رقم (۲۶۰۵۸) موقوفا روایت کیا ہے۔

(۲) شفاء بنت عبداللہ العدویہ القرشیہ جن کا اصلی نام لیلی بنت عبداللہ ہے، یہ اسلام لانے سے قبل اور اسلام کے بعد بھی جھاڑ پھونک کیا کرتی تھیں اسی وجہ سے ان کا نام شفاء مشہور ہو گیا، یہ اولین مہاجرین میں سے ہیں، ہجرت سے پہلے ہی مسلمان ہو گئی تھیں، اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف بھی ہجرت کیا تھا، نہایت ہی باکمال اور فضیلت والی عورت تھیں، عربی لکھنے پڑھنے میں ماہر تھیں صحابیات کو تعلیم دیتی تھیں، ان کا گھر عورتوں کی تعلیم کا مرکز تھا، عمر رضی اللہ عنہ بہت سارے انتظامی امور میں ان کا مشورہ لیا کرتے تھے، اور ان کے مشورے کو اہمیت دیتے تھے، سنہ ۲۰ ہجری میں عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کی وفات ہوئی۔ (الاصابۃ/لابن حجر/: (۳۴۱/۴)، اعلام النساء/لعمر رضا کحالۃ: (۳۰۰/۲)۔

(۳) تلبیس ابلیس (۲۸۰ – ۲۸۳) ط: المنبریہ - مختصرا۔ شفاء بنت عبداللہ والی روایت کو ابن عساکر نے تاریخ دمشق: رقم (۴۷۰۵۲) طبری نے اپنی تاریخ: (۲۱۲/۴) میں ذکر کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض ظاہری اعمال کو بڑا سمجھنا گرچہ خلاف سنت ہی کیوں نہ ہوں

بعض لوگوں کی نگاہ میں کچھ ظاہری اعمال اہم اور بڑے ہو جاتے ہیں جن کے کرنے پر اسے شیطان ابھارتا ہے گرچہ وہ عمل خلاف سنت یا خلاف شریعت ہی کیوں نہ ہو، مثلا: بعض نوجوان جہاد فی سبیل اللہ سے متعلق ہو جاتے ہیں جو نہایت ہی عظیم عبادت ہے، یہاں تک کہ (اس) کی فضیلت میں) اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا- جیسا کہ صحیح بخاری کے اندر ہے- : "إن في الجنة مائة درجة أعدها الله للمجاهدين في سبيل الله وما بين الدرجتين كما بين السماء والأرض"(۱) "جنت کے اندر سو درجے ہیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کرر کھا ہے، اور دونوں درجوں کے مابین آسمان اور زمین جیسا فاصلہ ہے" اور اسلام کے متعلق فرمایا: "وذروة سنامه الجهاد في سبيل الله"(۲) "اسلام کی سر بلندی اور سرفرازی کی وجہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ہے" جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک بڑا دروازہ ہے، لیکن اس کے چند اصول وضوابط اور اسباب اور شرائط بھی ہیں۔ مجاہد کے لئے احکام جہاد کا سیکھنا ضروری ہے تاکہ اسے معلوم ہو کہ کیسے جہاد کیا جائے؟ کہاں کیا جائے؟ کب کیا جائے؟ اور کس جھنڈے کے تحت کیا جائے؟ اور مجاہد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی نیت کی درستگی کے لئے خود سے جہاد کرے، کتنے میدان جہاد میں لڑائی کرکے شہید ہونے والے ایسے ہیں جن کی نیت کو اللہ ہی جانتا ہے۔ صحیحین کے اندر ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من قاتل لتكون كلمة

(۱) صحیح بخاری: رقم (۲۷۹۰)

(۲) مسند احمد: رقم (۲۱۵۴۲) سنن ترمذی: رقم (۲۶۱۶) سنن ابن ماجہ: رقم (۳۹۷۳) امام ترمذی فرماتے ہیں: "یہ حدیث حسن صحیح ہے" علامہ البانی نے ارواء الغلیل (رقم: ۴۱۳) کے اندر صحیح قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الله هي العليافهو في سبيل الله"(۱)" جس نے اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے لڑائی کی وہ اللہ کے راستے میں ہے"ایک آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگیا جس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ :" إني رأيته في النار"(۲)" میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے" پھر آپ نے اس کی وجہ بیان کی کہ مال غنیمت میں سے اس نے ایک چادر چوری کرلی تھی جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے عذاب میں مبتلا دیکھا۔اسی طرح ایک دوسرا آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جہاد کر رہا تھا اور اسے زخم لگ گیا تھا، جب زخم نے زیادہ تکلیف دینا شروع کیا تو تلوار کے دستے کو زمین پر اور اس کی دھار کو اپنے سینے پر رکھ کر زور لگایا تو وہ پیٹھ سے باہر ہو گیا اور اس کی موت ہو گئی اور نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ وہ جہنم میں ہے(۳) -العیاذ باللہ- ۔

لہذا جہاد اور اس جیسی دیگر عبادتوں میں علم ومعرفت اور صحیح جانکاری کے ساتھ ساتھ دکھاوہ سے دوری اور نیت کی درستگی ضروری ہے، ورنہ شیطان ایسے راستے سے آتا ہے جو کہ خلاف شریعت ہے، اوراس کے سامنے کسی فریضہ کو اس سے اہم اور ضروری فریضہ کے مقابلے اہم اور ضروری بناکر پیش کرتا ہے، اور اسے مغالطہ میں رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اس عمل کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔اور کبھی کبھی تو اس کے سامنے اسے فرض عین بناکر پیش کرتا ہے۔ جبکہ حالات وظروف کے مطابق کون سا فریضہ کس وقت کس فریضہ سے اہم ہو جاتا ہے ان مشکل مسائل میں سے ہے جن کے متعلق فتوی دینا صرف ائمہ اہل علم کا کام ہے۔

(۱) صحیح بخاری: رقم (۱۲۳، ۲۸۱۰) وصحیح مسلم: رقم (۱۹۰۴)۔
(۲) صحیح مسلم: رقم (۱۱۴)۔
(۳) صحیح بخاری: رقم (۲۸۹۸) صحیح مسلم: رقم (۱۱۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت سارے حضرات کسی عمل کو جو عوام میں فضیلت کے اعتبار سے مشہور ہو جاتا ہے اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ دوسرے نقصانات اس کی نگاہ سے معدوم ہو جاتے ہیں اور پھر اس سے خود ان کو یا دوسروں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس چیز کا بارہا مشاہدہ ہوتا ہے اور سمجھانے پر یا تو غیر ضروری تدین اور تقوی کا اظہار یا پھر تعلی وریاءکاری انہیں سمجھنے سے باز رکھتا ہے، حج وعمرہ میں بہت سارے اعمال ایسے ہیں جنہیں کرنا مستحب یا سنت ہے اور شریعت نے حالات وظروف کے مطابق اس پر عمل کا لائحہ پیش کیا ہے مثلا طواف کعبہ کے وقت حجر اسود کا استلام، گرچہ اسے چومنے کی اپنی فضیلت ہے اس کے باوجود بعض وجوہات کی بناپر صرف چھونا یا اشارہ بھی کافی ہے ، لیکن حج اور عمرے میں مشاہدہ میں آتا ہے کہ اگر کوئی اہم رکن ہے تو صرف حجر اسود تک پہنچ کر اسے چومنا ، بہت سارے حضرات جو کسی وجہ سے اسے نہیں چوم پاتے زندگی بھر افسوس کرتے ہیں جیسے ان کا حج یا عمرہ ادھورا رہ گیا ہو۔ ایک بار حج کے دوران ایک صاحب ملے جو طواف کرکے آرہے تھے اور جسم سے جگہ جگہ خون رس رہا تھا، ملتے ہی گویا ہوئے: " مولانا صاحب ! آج ہم نے پانچ یا چھ بار حجر اسود کو چوما ہے "(واضح رہے کہ وہ دن طواف افاضہ کا تھا جس دن بڑے بڑے صحت مند لوگ حجر اسود تو کیا کعبہ تک بھی نہیں پہنچ پاتے)، میں نے کہا: یہ بتاؤ کتنے ناجائز کام کرکے آپ ایک مستحب کام کو انجام دینے گئے تھے، کتنے لوگوں کو زخمی کیا ہوگا، کتنی عورتوں اور بچوں کو دھکا دیا ہوگا، اور خود اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا ہوگا، کیونکہ ایسے حادثات وہاں بارہا دیکھنے کو ملتے ہیں۔

اسی طرح ٹرینوں اور راستوں میں ایسی جگہ لوگوں کو نمازیں ادا کرتے ہوئے دیکھا جاتا ہے جہاں سے گذرنے والے لوگوں کو کافی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کچھ غیر مسلمین دبے لفظوں میں اسلام کا مذاق بھی اڑاتے ہیں ،ایسے لوگوں کو نصیحت کرو تو مرنے مارنے پہ اتارو ہو جاتے ہیں، کئی بار میں نے دوران سفر دیکھا ہے کہ کچھ لوگ نماز کا وقت ہوتے ہی ٹرین کی بوگی میں راستے پہ کپڑا ڈال کر نماز شروع کردیتے ہیں، اور وہ سارے مسافرین جو گاڑی میں سوار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونا چاہتے ہیں یا اترنا چاہتے ہیں اور سارے ویںڈرس (vendor,s) جو اپنا سامان بیچنے کے لئے ادھر ادھر جاتے ہیں رک کران کی نماز کے ختم ہونے کا انتظار کرتے ہیں، اور صاف طور پر ان کے چہرے پر ناگواری دیکھی جاسکتی ہے، ایک بار تو میں نے ایک محترمہ کو بھی دیکھا جو بار بار وقت ہونے پر ایسے ہی بوگی کے راستے میں آکر نماز شروع کر دیتی تھیں، میں سوچنے لگا کہ جو لوگ اسلام میں محفوظ ترین اور متبرک جگہ مسجد میں عورتوں کو جانے دینے کے خلاف ہیں وہ اپنی عورتوں کو اس طرح پوری دنیا کے سامنے ٹرین کے اندر راستوں پر دینداری کے غیر ضروری اظہار پر خاموش کیوں ہیں؟ پھر انہیں کون سمجھائے کہ ان کی یہ دینداری کتنے غیر شرعی امور انجام دینے پر ابھارتی ہے اور یہ کس طرح لوگوں کو دین کے نام پر تکلیف دیتے ہیں اور خود تو مذاق بنتے ہی ہیں اسلام کو بھی نشان مذاق بناتے ہیں، راستے میں نماز ادا کرنا جس سے لوگوں کو تکلیف ہو، خشوع وخضوع کا فقدان، ریاءکاری اور شریعت کی رخصتوں سے اعراض اور ان جیسے کئی چیزوں کی رعایت نہ کرکے اپنے تدین اور تقوی کا اظہار ہرگز دین نہیں ہے، ہمیں سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ایسی حالات میں شریعت نے کیسی رہنمائی کی ہے اور کہاں تک رخصت دیا ہے پھر حالات اور ظروف کو دیکھتے ہوئے کسی بھی فریضہ کو ادا کرنا چاہئے، شریعت نے فرائض کی ادائیگی کے لئے بہت ساری سہولیات رکھی ہیں مثلاً: دو نمازوں کی اکٹھی ادا کرنا، سنن ونوافل سے رخصت، عدم قدرت کے وقت بیٹھ کر یا اشارہ سے نماز ادا کرنا، پانی نہ ملے تو تیمم سے کام چلانا اور موزوں پر تین دن تک مسح کی اجازت وغیرہ وغیرہ، آخر یہ دین بردار حضرات ان امور کی رعایت کہاں تک کرتے ہیں؟

دراصل انہیں عبادات کی فضائل بھی ایسے لوگوں سے حاصل ہوتی ہیں جو خود علم سے عاری ہوتے ہیں یہ خود ان کے ساتھ دعوت وتبلیغ کے نام پر گلی، گلی، شہر، شہر نکلتے ہیں اور کچھ متعین ایام گھوم پھر کر چند فضائل اور مسائل کا ناقص علم لے کر خود کو فقہ وفن کا ماہر سمجھنے لگتے ہیں اور پھر کسی عالم دین کی طرف رجوع ان کی شان کے خلاف ہوتا ہے۔ واللہ المستعان۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دین پر غیرت کا اظہار

ریاءکاری کے مظاہر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض نیکی پسند لوگ برے اور منکر کام کرنے والوں کے خلاف گفتگو کرتے ہیں اور خوب جم کر اور تفصیل کے ساتھ کرتے ہیں اور افسوس کرنے کی اداکاری کرتے ہیں اور بسا اوقات توسب وشتم اور ڈرانے میں مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں، جیسے یہ بتانا چاہتے ہوں کہ انہیں حرام کاری پر بہت زیادہ غیرت آتی ہے، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے خلاف بات کرنے والوں پر بہت زیادہ غصہ آتا ہے۔ انہیں یہ نہیں پتہ چلتا کہ ان حالات میں جو ریاءکاری مل جاتی ہے وہ ان منکرات سے جنکے انکار و رد کی وہ تشہیر کر رہے ہیں کہیں زیادہ بڑا اور برا گناہ ہے۔

بلا شبہ دین پر غیرت کا اظہار ہر صاحب ایمان کے اندر پیدا ہونا ایک دینی تقاضہ ہے لیکن وہی غیرت جب اپنے اہل وعیال اور قریبی لوگوں کے لئے پیدا نہ ہو کر کسی مجمع میں کسی کے لئے خاص طور پر پیدا ہو تو اس کی ریاءکاری کی دلیل بن جاتی ہے۔

ظاہری شکل وصورت سے بے اعتنائی کا اظہار

ظاہری شکل وصورت کو سنوارنے سے غفلت اور بے اعتنائی ریاءکاری کے مخفی اور پوشیدہ دروازوں میں سے ایک ہے، بسا اوقات شیطان انسان کو پراگندہ بال رہنے، بہترین کپڑے زیب تن نہ کرنے اور توازع وغیرہ کے زبردستی اظہار پر ابھارتا ہے، جب کہ ظاہری شکل وصورت کا اہتمام سنت ہے، نبی کریم ﷺ اپنے بالوں کا اہتمام کیا کرتے تھے، اسے کنگھا کرتے اور خوشبو لگاتے۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے بالوں کو روزانہ تیل لگانے سے منع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے، ہاں ایک دن ناغہ کر کے (بلا کسی تکلف کے) لگایا جا سکتا ہے(۱) جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: " من کان له شعر فلیکرمه" (۲) "جسکے پاس بال ہوں وہ انہیں سنوارا کرے"۔

ظاہری شکل وصورت کی تزئین شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اور اسراف و تبذیر اور تکبر و گھمنڈ سے بچتے ہوئے کوئی عیب نہیں ہے بلکہ شریعت میں مطلوب ہے کہ آدمی باطن کے ساتھ ساتھ ظاہر کو بھی خوبصورت رکھے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إن الله جميل يحب الجمال" (۳) "اللہ تعالی خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے"۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إن الله جميل يحب الجمال، ويحب أن يرى أثر نعمته على عبده -- " (۴) " اللہ تعالی خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے اور یہ بھی پسند فرماتا ہے کہ اس کی نعمت اثر اس کے بندے پر دیکھا جائے "۔

---

(۱) دیکھئے: مسند احمد (۱٦۷۹۳) سنن ترمذی (۱۷۵٦) سنن ابی داود (۴۱۵۹) سنن نسائی (۵۰۵۵) مرفوعاً جسے حسن بصری نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کیا ہے اور ترمذی فرماتے ہیں کہ: یہ روایت حسن ہے، علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے (الصحیحہ: رقم ۵۰۱)۔

(۲) سنن ابی داود: رقم (۴۱٦۳) حاکم: رقم (۸۴۸۵) مناوی نے فیض القدیر: رقم (۱۱۴۳۹) میں لکھا ہے کہ امام سیوطی نے اس کے حسن ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے، اور اس کی اصل فتح الباری میں حافظ ابن حجر کا قول: "اسنادہ حسن" ہے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی غیلانیات والی روایت اس کی شاہد ہے جس کی سند بھی حسن ہے، علامہ البانی نے بھی اسے صحیحہ: رقم (۵۰۰) اور صحیح الجامع الصغیر: رقم (٦۴۹۳) کے اندر حسن صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) صحیح مسلم: رقم (۱۴۷)۔

(۴) شعب الایمان / البیہقی: رقم (٦۲۰۱) علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، دیکھئے: سلسلہ صحیحہ: رقم (۱۳۲۰، ۱٦۲٦) و صحیح الجامع: رقم (۱۷۴۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوراللہ تعالی کاارشادہے: ﴿ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ﴾ (الاعراف:٣١) (اے بنوآدم تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنالباس پہن لیا کرو،اور خوب کھاؤپیواوراسراف مت کروکیونکہ وہ(اللہ)اسراف کو پسند نہیں کرتا)۔

لہذاآدمی کواپنی وضع قطع کوپاک وصاف رکھنے کے ساتھ ساتھ ہراس چیز سے دوری اختیار کرناچاہئے جواس کے لئے قابل عیب وعارہوں۔

نگاہ جھکانے کی اداکاری

اعراض وبے اعتنائی کااظہاراور سرجھکانے کی اداکاری بھی ریاءکاری کے مظاہر میں سے ہے،جب آدمی کسی عورت کویاکسی ایسی چیز کودیکھتاہے جس سے نگاہ جھکانا ضروری ہے تو اپنے سرکو جھکا ڈالتاہے،جبکہ مطلوب غض بصر(نگاہ جھکانا)ہے نہ کہ سرجھکانےاور غض بصر کی اداکاری کیوں کہ یہ سب تصنع وتزکیہ کے قبیل سے ہے بلکہ بسااوقات شیطان اسے دائیں بائیں سے نظرچرانے کی دعوت دیتاہے،اللہ تعالی کاارشادہے کہ : ﴿ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴾ (غافر: ١٩) (وہ آنکھوں کی خیانت اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کوخوب جانتاہے)۔

نفاق کے خوف سے عبادت کو چھوڑکرلوگوں کودھوکادینا

ریاءکاری کے بڑے مظاہر میں سےایک یہ ہے کہ شیطان کچھ لوگوں کوترک عبادت پر ابھارتاہے کہ کہیں ایسانہ ہوکہ وہ منافق ہوجائیں یامنافقین کی کسی خصلت کے ساتھ (متہم کرکے)اس کی طرف انگلی اٹھائی جائے، جیسے آدمی قاری یامعلم یامبلغ ہوتاہے لیکن بعض گناہ جیسے نظر(ان چیزوں کی طرف دیکھناجوحرام ہے) یااس جیسے گناہ جن سے _ باذن اللہ -

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جلد یا بدیر توبہ کرنا اور انہیں چھوڑ دینا ضروری ہوتا ہے، چھپ کر کر رہا ہوتا ہے (اس وقت شیطان) برابر اس کے درپے ہوتا ہے، یہاں تک کہ اس سے کہتا ہے: تو منافق ہے، کیوں کہ لوگوں کے سامنے اپنی نیکی اور صلاح و تقوی کا اظہار کرتا ہے اور تنہائی میں گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو بجائے اسکے کہ اس کے دل میں ترک معصیت اور اس ضمن میں کوشش کی بات آتی تاکہ وہ خیر و بھلائی کی راہ پہ آجاتا، شیطان اسے اعمال خیر کے چھوڑ دینے اور نیک لوگوں کی ہم نشینی اور نماز اور درس و امامت کو ترک کر دینے پر اکساتا رہتا ہے، اور اس کی کوشش برابر جاری رہتی ہے اور وہ اسے یہ القاء کرتا رہتا ہے کہ اس ظاہری نیکی اور باطنی خبیث و باطل عمل کے مابین اجتماع تیرے لئے مناسب نہیں، اگر تیرا یہ عمل لوگ جان جائیں تو تجھ پر تھوکیں گے اور تجھ سے کنارہ کشی اختیار کرلیں گے، شیطان لگاتار یہ بات اسکے دل میں ڈالتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ نیک اعمال کے ترک کا مرتکب ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ ﴾ (ھود: ۱۱۴) (دن کے دونوں سروں میں نماز کو قائم رکھ اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو ختم کر ڈالتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لئے)۔

اس آیت کریمہ میں جہاں ایک طرف دن اور رات میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے وہی دوسری طرف اس بات کی وضاحت بھی ہے کہ دانستہ یا غیر دانستہ سرزد ہونے والے گناہوں کے لئے نیکیاں کفارہ بنتی ہیں۔

نیز ایک دوسری جگہ فرماتا ہے: ﴿ إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا ﴾ (النساء: ۳۱) (اگر تم بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے)۔

اس لئے کسی بھی آدمی کے لئے کسی وسوسہ یا شک کی بنیاد پر کوئی عبادت یا نیکی چھوڑ دینا جائز نہیں ہے، بلکہ ایسے موقع سے یہ کوشش ہونی چاہئے کہ شیطان کے وسوسہ کو زائل کرے اور اگر شیطان کسی نیکی کے چھوڑنے پر آمادہ کرے تو اسے اور لگن سے کرے تاکہ ان نیکیوں کے لئے دل میں اخلاص پیدا ہو اور ریاء کاری اور دکھاوہ کا خوف جاتا رہے۔

لوگوں سے کنارہ کشی اور ان سے اعراض

اور ریاء کاری کے مظاہر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی لوگوں سے کنارہ کش ہو جائے اور ان سے دوری بنائے رکھے، اور خود کو ان سے بہتر سمجھے اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ لوگوں کو اس سے نقصان پہنچ سکتا ہے یا ان پر اس کی ذات سے کوئی ظلم ہونے کا احتمال ہے تو یہ ایک مناسب وجہ اور سبب ہے، جیسا کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے سلسلے میں آتا ہے کہ وہ آخری عمر میں لوگوں سے بہت کم ملا کرتے تھے، تو لوگوں نے آپ سے کہا کہ: یہ مشہور ہو گیا ہے کہ آپ نے لوگوں کے سلسلے میں زہد اختیار کر رکھا ہے! تو آپ نے فرمایا: "میں لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے والا کون ہوتا ہوں، لوگوں نے تو خود مجھے چھوڑ دیا ہے"۔

اسی طرح فتنوں کے دور میں ان فتنوں سے دوری اختیار کرنا اور خود کو فتنہ باز لوگوں سے دور رکھنا مبادہ فتنے میں پڑ جائے ایک مشروع عمل ہے۔

قابل مذمت بات تو یہ ہے کہ لوگوں پر برتری حاصل کرنے، ان کی بے عزتی کرنے، ان کے ساتھ بیٹھنے سے خود کو بڑا سمجھنے، خود کی تعریف، اپنے عمل پر ناز و فخر اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کے لئے ان سے کنارہ کشی اختیار کی جائے، اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا: " من قال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

هلك الناس فهوأهلكهم"(ا)"جس نے "هلك الناس" (لوگ ہلاک ہوگئے) کہا وہ ان سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے"۔

آنسو سے پر عبادت

شیطان آدمی کوایسی عبادت پرابھارتاہے جس میں آنسو شامل ہو،اوروہ یہ سمجھنے لگتاہے کہ اتناکردینااس کے لئے کافی ہے ۔

کچھ لوگوں کودیکھا جاتاہے کہ وہ سال میں صرف ایک باررمضان میں روتے ہیں یاتراویح یاقیام اللیل میں حاضر ہوتے ہیں۔

کچھ لوگ بھرے مجمع میں دوران تقریر رونے کی اداکاری کرتے ہیں،مقصد صرف اس بات کا اظہار ہوتاہے کہ لوگ اسے مخلص اور اللہ سے ڈرنے والا بندہ سمجھیں،ایسے ہی موقع سے شیطان ان سے کہتاہے :تونے اپناکام کردیا اب اس کے بعدجو بھی کرو تمہارے لئے کوئی نقصان نہیں،چنانچہ وہ ان کوگناہ کے ارتکاب پر جری بنادیتاہے۔

جب کہ ایسے مواقع سے آدمی کواگرشدت خوف یاکسی وجہ سے روناآرہاہو تواخلاص کا تقاضہ یہ ہے کہ آدمی خودپر کنڑول کرنے کی کوشش کرے اگرپھر بھی روک نہیں پاتاتو حسب طاقت آہستگی کے ساتھ رولے تاکہ ریاءکاری سے محفوظ رہےاور ساتھ والے کوکوئی پریشانی بھی نہ ہو۔

شرعی احکام کے بیان میں بےاعتدالی اور جرأت کااظہار

بہت سارے لوگ جب ان سے فتوی پوچھا جاتاہے تو فتوی دینے ویں عجلت اور جلد بازی سے کام لیتے ہیں،اس فن میں تفوق کی خواہش رکھتے ہیں اور اور خود کواس کا ماہر سمجھتے ہیں،نیز صحیح اور مناسب اقوال کی مخالفت کرتے ہیں اور متفق علیہ آراءسے اعراض کرتے ہیں۔

(ا) صحیح مسلم:رقم (٢٦٢٣)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح عجیب وغریب مسائل سے شغف رکھتے ہیں اور شاذ ومتروک اقوال کے پیچھے پڑتے ہیں۔

درحقیقت ایسے حضرات اختلاف کرکے شہرت کی خواہش رکھتے ہیں اور اسی ذریعہ سے لوگوں پر اپنے علم کی دھاک جماتے ہیں۔ جبکہ فتوی دینا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہوتی اس کے لئے صاحب علم اور ماہر فنون کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ نیز مفتی کے شرائط اس کے پایا جانا ضروری ہے اور وہ شرائط ہیں:

عربی زبان کی اچھی جانکاری : کیونکہ شریعت کے سارے نصوص عربی زبان میں ہے اس لئے کوئی آدمی اگر یہ سمجھتا ہے کہ نصوص کا ترجمہ پڑھ کر پورا مفتی بن گیا تو یہ اس کی غلطی ہے۔

احکام قرآن کا علم: قرآن مجید کی آیات اور اس کے علوم وتفسیر کی جانکاری، ناسخ ومنسوخ، عموم وخصوص، مجمل ومفصل، اسباب نزول اور محکم ومتشابہ کی معرفت ضروری ہے کیونکہ احکام دین کا اصل مرجع قرآن مجید ہی ہے۔

احادیث وسنن کی معرفت: منصب افتاء کے لئے سنت کی معرفت بھی ضروری ہے، کیونکہ سنت قرآن کی شرح ہے اور سنت کی صحیح معرفت اسے ہی ہو سکتی ہے جو اس کے علوم مثلا: علم رجال، جرح وتعدیل کے اسباب، صحیح وضعیف کا علم اور طرق استدلال وغیرہ کا علم رکھتا ہو۔

متقدمین فقہاء کے اقوال کی معرفت: متقدمین فقہاء کے اقوال اور ان کے طرق استدلال کی معرفت بھی ضروری ہے تاکہ کسی متفق علیہ مسئلہ میں شذوذ نہ پیدا ہو جائے۔

طریقہ استدلال کی معرفت: صاحب فتوی کے لئے صحیح قیاس، طریقہ استدلال اور دلائل کے مراتب کی جانکاری بھی ضروری ہے۔

ورع وتقوی: مفتی کے لئے صاحب ورع وتقوی کا ہونا بھی ضروی ہے، کیونکہ فاسق وفاجر آدمی کی بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہذاایسا آدمی جو منصب افتاء کے شرائط سے عاری ہوا گراپنی انااور ریاءکاری کی بنیادپر فتوی دیتاہے تو خود بھی گمراہ ہوتاہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

جدل وجدال اور مناظرہ کے ذریعہ

کچھ لوگ جدل وجدال، کثرت کلام، بحث ومباحثہ اور مناظرہ کے ذریعہ لوگوں پر اپنی برتری کی خواہش رکھتے ہیں اور ہر اس غلط راستے کو اختیار کرتے ہیں جو ان کو اس مقصد کے حصول کی طرف لے جائے، یہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو علم میں ناقص ہوتے ہیں اس کے باوجود مذکورہ طریقوں کو اختیار کرکے لوگوں میں اعتبار پاناچاہتے ہیں، حالانکہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے بحث ومباحثہ اور مناظرہ ان لوگوں کے ذریعہ جو اس فن کے ماہر اور علوم شریعت میں دسترس رکھتے ہیں مفیداور بسااوقات ضروری بھی ہے، لیکن اس کے لئے علوم اسلامیہ میں مہارت کے ساتھ ساتھ اخلاص بھی ضروری ہے۔

* * * * * * *

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاء کاری اور سلف صالحین

عبادات میں ریاء کاری کے بھیانک اور خطرناک انجام کو دیکھتے ہوئے ہمارے اسلاف اس سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرتے تھے اور امت کو اس کی خطرناکی سے بچنے کی تلقین بھی کیا کرتے تھے، یہاں یہ بتادینا بھی مناسب ہے کہ سلف صالحین خوب عبادتوں کے ساتھ ساتھ حسب حال دیگر امور کو بھی بحسن وخوبی انجام دیا کرتے تھے جن میں جہاد، تعلیم و تعلم، تجارت، معاشی امور، امور حکومت، بیوی بچوں کے حقوق کی کماحقہ ادائیگی، خدمت خلق اور دیگر دنیاوی امور سب شامل ہیں، وہ کبھی یہ ظاہر کرنے کی کوشش ہرگز نہیں کرتے تھے کہ ہمہ وقت عبادت میں ہی لگے رہتے ہیں، بلکہ ان عبادتوں کو جن میں ریاء کاری کا خوف ہوتا چھپ کر تنہائی میں انجام دیا کرتے، دن میں امور دنیا کو انجام دیتے اور راتوں میں عبادتوں میں لگ جاتے، بلال بن سعد (۱) فرماتے ہیں کہ: "میں نے ان (صحابہ کرام) کو پایا کہ وہ دونشانوں کے بیچ دوڑتے، ایک دوسرے سے مذاق کرتے اور جب رات ہوتی تو خوب عبادت گذار بن جاتے" (۲)۔

روایات وآثار کی کتابیں ریاء کاری کے سلسلے میں سلف کے اقوال اور افعال سے بھرے پڑے ہیں، اگر ہم ان سب کا احاطہ کریں تو ہزاروں صفحات کم پڑ جائیں، اس لئے ہم ذیل میں ہم تطویل سے بچتے ہوئے ان کے بعض اقوال کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں، تاکہ پتہ چلے کہ ہمارے اسلاف کس قدر ریاء کاری سے خوف کھاتے تھے اور اپنے اعمال کو ریاء کاری سے پاک وصاف رکھنے کی کوشش کرتے تھے:

---

(۱) بلال بن سعد بن تمیم، تابعی جلیل نہایت ہی عبادت گذار اور فصیح وبلیغ واعظ تھے۔ سیر اعلام النبلاء: (۹۱/۵)۔

(۲) السنن الکبری/النسائی: رقم (۱۱۸۵۵) حلیۃ الاولیاء/ابونعیم الاصفہانی: (۲۲۴/۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری نے صحیح کے اندر کتاب الایمان میں باب باندھا ہے : " بَابُ خَوْفِ الْمُؤْمِنِ مِنْ أَنْ يَحْبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ لاَ يَشْعُرُ" "مومن کا اس بات سے ڈرنا کہ اس کا عمل غیر شعودی طور پر ضائع نہ ہو جائے" اس باب کے تحت ابن ابی ملیکہ (١) کی روایت کو ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: "میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تیس کو پایا سب کے سب اپنے اوپر نفاق سے ڈرتے تھے" (٢)۔

اسی طرح ابراہیم التیمی (٣) کا قول نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: "جب بھی میں نے اپنے قول کو اپنے عمل پر پیش کیا اس بات سے ڈرا کہ جھوٹا نہ ہو جاؤں" (٤)۔

یعنی لوگ مجھے جھوٹا سمجھنے لگیں کہ میرے قول و عمل میں تضاد ہے یا پھر قول عمل میں یکسانیت نہ ہونے کی وجہ سے میں خود اپنی نگاہ میں جھوٹا بن جاؤں۔

عام طور پر لوگوں کی باتیں عمل سے زیادہ اور اچھی ہوتی ہیں، وہ باتیں تو بڑی اچھی کرتا ہے لیکن جب عملی تطبیق کا وقت آتا ہے تو اس میں کمزور پڑ جاتا ہے۔

کبھی آدمی بذات خود مخلص ہونے کے باوجود قول عمل کے تضاد کا شکار ہو جاتا ہے، اور کبھی اسے اپنا شیوہ بنا لیتا ہے۔

(١) أبو بکر عبداللہ بن عبید اللہ بن أبي ملیکہ التیمي وجلیل القدر تابعی، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں طائف کے قاضی رہے سنہ ١١٧ھ میں وفات ہوئی۔ تہذیب الکمال/للمزی: (٢٥٦/١٥) طبقات ابن سعد: (٥ / ٤٧٢)۔

(٢) صحیح بخاری – تعلیقا- :(١١٠/١ – مع الفتح)۔

(٣) ابراہیم بن یزید بن شریک التیمی أبو أسماء الکوفی فقہاء تابعین میں سے تھے۔ سیر اعلام النبلاء: (٦١/٥)۔

(٤) صحیح بخاری :(١١٠/١ – مع الفتح)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبیر بن العوام (۱) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جو آدمی کسی پوشیدہ عمل صالح کی طاقت رکھتا ہو تو اسے کرنا چاہئے (یعنی ایسا سری نیک عمل جسے صرف اللہ رب العزت جانتا ہو)" (۲)۔

ابوالعالیہ الریاحی (۳) فرماتے ہیں: "مجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے فرمایا: اللہ کے علاوہ کے لئے کوئی عمل مت کرو کہ اللہ تجھے اسی کے سپرد کردے جس کے لئے تونے (وہ عمل) کیا ہے" (۴)۔ یعنی آدمی کوئی بھی عمل جس نیت کے ساتھ کرتا ہے، اسے اسی کے حساب سے ملتا ہے، اور یہی مفہوم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: " إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ---" (۵) کا ہے۔

---

(۱) زبیر بن العَوّام بن خُوَیْلِد بن أَسَدَ بن عبدالعُزّٰی بن قُصَيّ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی ---۔ قرشی اسدی پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں، آپ کا لقب حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے داماد۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ہجرت سے ۲۸ سال پہلے پیدا ہوئے۔ سولہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کو ہجرت کی۔ جنگ بدر میں بڑی جانبازی سے لڑے اور دیگر غزوات میں بھی بڑی شجاعت دکھائی۔ فتح مکہ کے روز رسول اللہ کے ذاتی دستے کے علمبردار تھے۔ جنگ جمل سنہ ۳۶ھ میں ۶۴ سال کی عمر میں شہید کردئے گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ الاصابۃ: (۲/۴۵۷) اسد الغابۃ: (۲/۳۰۷) الاستیعاب: (۲/۵۱۰)۔

(۲) مسند ابن الجعد: (۱۱۳) الزھد/ابوداؤد: رقم (۱۱۲)، مصنف ابن أبي شیبۃ: رقم (۳۴۶۲۵) السنن الکبری للنسائی: (۱۱۸۳۴) والمختارۃ/للضیاء: (۳ / ۷۷)۔

(۳) ابوالعالیہ رفیع بن مہران الریاحی البصری تابعی امام، قاری، حافظ، مفسر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایمان لائے سنہ ۹۳ ھ میں وفات ہوئی ابو بکر بن ابوداود کہتے ہیں: "صحابہ کے بعد ابوالعالیہ سے بڑا کوئی بھی قرآن کریم کا عالم نہیں تھا ان کے بعد سعید بن جبیر تھے اور ان کے بعد سدی اور ان کے بعد سفیان ثوری تھے" سیر اعلام النبلاء: (۴/۲۰۷) تہذیب الکمال: (۹/۲۱۵)۔

(۴) المصنف/ابن ابی شیبہ: (۷/۲۰۷)، حلیۃ الاولیاء/ابو نعیم اصفھانی: (۲/۲۲۰)۔

(۵) صحیح بخاری: رقم (۱) صحیح مسلم: رقم (۱۹۰۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بدیل العقیلی(۱) فرماتے ہیں: "جس نے اپنے عمل کے ذریعہ اللہ کی خوشنودی چاہی تو اللہ اس کی طرف اپنے وجہ کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے اور بندوں کا دل اس کی طرف پھیر دیتا ہے، اور جس نے غیر اللہ کے لئے وہ عمل کیا تو اللہ اس سے اپنے چہرے کو پھیر لیتا ہے اور بندوں کے دلوں کو بھی اس سے پھیر دیتا ہے"(۲)۔

عون بن عبداللہ (۳) فرماتے ہیں: " جب اہل خیر ملتے تو ایک دوسرے کو تین چیزوں کی وصیت کرتے اور جب نہیں ملتے تو ایک دوسرے کو لکھتے: جس نے آخرت کے لئے کوئی عمل کیا اللہ اس کے لئے اسے دنیا سے کفایت کر دیتا ہے، اور جو نے اپنے اور اللہ کے درمیان کی اصلاح کرتا ہے تو اللہ اسے لوگوں سے کفایت کر دیتا ہے، اور جو اپنے پوشیدہ عمل کو درست کرتا ہے تو اللہ اس کے ظاہری عمل کو درست کر دیتا ہے"(۴)۔

ابن سعد نے طبقات کے اندر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ جب وہ منبر پر خطبہ دے رہے ہوتے اور اپنے اوپر عجب و تکبر کا خوف محسوس کرتے تو خطبہ منقطع کر دیتے، اور جب کوئی چیز لکھتے اور اس کے اندر اپنے اوپر عجب و تکبر کا خوف محسوس کرتے تو اسے پھاڑ دیتے اور کہتے: "اے اللہ! میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں"(۵)۔

(۱) بدیل بن میسرہ العقیلی البصری تابعی، محدث، ثقات میں سے ہیں سنہ ۱۲۵ھ اور ایک قول کے مطابق سنہ ۱۳۰ھ میں وفات ہوئی۔ تہذیب الکمال/للمزی: (۳۱/۴) التاریخ الکبیر: (۱۴۲/۲) طبقات ابن سعد: (۲۴۰/۷)۔

(۲) حلیۃ الاولیاء: (۶۲/۲)۔

(۳) ابو عبداللہ عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الہذلی الکوفی تابعی، محدث، کثیر الارسال تھے، فقیہ مدینہ عبیداللہ بن عبداللہ کے بھائی تھے۔ (سیر اعلام النبلاء: ۱۰۳/۵)۔

(۴) ابن ابی شیبہ نے اسے مقطوعا روایت کیا ہے، دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ: (۱۶۵/۷) نیز ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء: (۲۴۷/۴) اور امام وکیع نے الزھد: رقم (۵۲۵) کے اندر روایت کیا ہے۔

(۵) دیکھئے: الفوائد/ابن القیم: ص(۱۷۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفیان ثوری (۱) فرماتے ہیں: "میں نے اپنے اوپر اپنی نیت سے زیادہ سخت چیز نہیں پائی کیونکہ وہ میرے اوپر ہی لوٹتی ہے" (۲)۔

نیز فرماتے ہیں: "سب سے بری دنیاوی خواہش یہ ہے کہ اسے اخروی عمل کے ذریعہ طلب کیا جائے" (۳)۔

یوسف بن اسباط (۴) کہتے ہیں کہ: "نیت کو خراب ہونے سے بچانا عامل پر لمبی اور خوب اجتہاد سے بھی سخت ہے" (۵)۔

نیز فرماتے ہیں: "اللہ تعالی کسی ایسے عمل کو قبول نہیں فرماتا جس کے اندر ذرہ برابر بھی ریاءکاری ہو" (۶)۔

ہشام الدستوائی (۷) کہتے ہیں: "اللہ کی قسم! میرے اندر یہ کہنے کی استطاعت نہیں ہے کہ میں کبھی ایک دن اللہ کے لئے حدیث کا علم حاصل کرنے گیا" امام ذہبی کہتے ہیں کہ: "میں

---

(۱) ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری امام، فقیہ کوفی، زاھد، محدث اتباع تابعین میں سے تھے سنہ ۹۷ھ میں ولادت ہوئی، ساتویں صدی ہجری تک دیگر معروف ومشہور مسالک کی طرح آپ کا مسلک بھی رائج تھا، سنہ ۱۶۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ الاعلام/الزرکلی: (۳/۱۰۴) سیر أعلام النبلاء للذہبی: (۱۳/ ۲۶۳)۔

(۲) دیکھئے: جامع العلوم والحکم/ابن رجب: ص(۷۰۹)۔

(۳) شعب الایمان/البیہقی: رقم (۶۵۳۸) حلیۃ الاولیاء: (۷/۵۴، ۸/۳۴۳) اس قول کو بیہقی کی ایک روایت میں سفیان بن عیینہ نے مطرف کا قول قرار دیا ہے، دیکھئے: شعب الایمان: رقم (۶۵۲۹)۔

(۴) ابو محمد یوسف بن اسباط بن واصل الشیبانی الکوفی سنہ ۱۹۵ھ میں وفات ہوئی۔ سیر أعلام النبلاء للذہبی: (۹۱۳/ ۱۷۰)۔

(۵) دیکھئے: جامع العلوم والحکم/ابن رجب: ص(۷۰۹)۔

(۶) حلیۃ الاولیاء: (۸/۲۴۰)۔

(۷) أبو بکر ہشام بن أبوعبداللہ سنبر الدستوائی الربعی البصری، حفاظ حدیث میں سے ہیں، صغار صحابہ کے دور میں پیدا ہوئے، تقریباً سنہ ۱۵۴ھ میں وفات ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء: (۷/۱۵۰) تہذیب الکمال/للمزی: (۳۰/۲۲۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں کہہ سکتا، اسلاف اللہ کے لئے علم حاصل کرتے تھے یہاں تک کہ وہ عظمت والے اور قابل اتباع ائمہ ہو گئے۔۔۔"(۱)۔

عبداللہ بن مبارک (۲) ابراہیم بن ادہم (۳) کے سلسلے میں فرماتے ہیں: "وہ پوشیدہ عبادتوں والے تھے، میں نے ان کو ظاہر کر کے تسبیح کرتے ہوئے یا کوئی خیر کا کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا، اور جب بھی کھانا کھاتے سب سے بعد میں کھانے سے ہاتھ اٹھاتے "(۴)۔

یوسف بن حسین الرازی (۵) کہتے ہیں: "دنیا میں سب سے سخت چیز اخلاص ہے، میں اپنے دل سے ریاء کو ختم کرنے کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن جیسے اس کے اندر وہ کسی دوسرے رنگ میں پیدا ہو جاتا ہے"(۶)۔

اسی وجہ سے حدیث میں اس کو چیونٹی سے باریک چال سے تشبیہ دی گئی ہے کہ نہایت ہی آہستگی کے ساتھ عمل میں سرایت کر جاتی ہے۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء: (۱۵۰/۷)

(۲) عبداللہ بن مبارک بن واضح الحنظلی التمیمی المروزی، امیر المؤمنین فی الحدیث، امام، محدث، مجاہد، زاہد، یکتائے ہستی تھے، سنہ ۱۱۸ ھ میں پیدا ہوئے حدثین انکو امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے پکارتے ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم میں ان کی روایت سے سینکڑوں حدیثیں مروی ہیں، تابعین کی معتدبہ تعداد سے آپ کی ملاقات ہے، امام ابو حنیفہ، امام مالک امام اوزاعی، امام سفیان ثوری، امام حماد بن زید جیسے ائمہ وقت سے آپ نے علم حاصل کیا ہے، سنہ ۱۸۱ ھ میں وفات ہوئی۔ سیر أعلام النبلاء: (۳۷۹/۸) صفوۃ الصفوۃ/ابن الجوزی: (۱۴۶/۴)، وشذرات الذھب: (۱/ ۲۹۵) العبر/للذھبی: (۱ / ۲۸۰) والبدایۃ والنھایۃ: (۱۰ / ۱۹۱)۔

(3) ابو اسحاق ابراہیم بن اُدہم بن منصور بن یزید بن جابر العجلی، التمیمی، الخراسانی، البلخی، امام، زاہد، ولادت سنہ ۱۰۰ ھ کے آس پاس ہے۔ سیر اعلام النبلاء: (۳۸۸/۷) وفیات الاعیان/ابن خلکان: (۳۲/۱)۔

(۴) سیر أعلام النبلاء للذہبی: (۷/ ۳۹۰)۔

(۵) ابو یعقوب یوسف بن حسین بن علی الرازی مشائخ صوفیہ میں سے تھے، بہت زیادہ سفر کیا کرتے تھے، امام احمد بن حنبل سے بھی سماع کیا ہے۔ تاریخ بغداد: (۴۶۱/۱۶)۔

(۶) جامع العلوم والحکم: ص (۸۴/۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سفیان بن عیینہ (۱) فرماتے ہیں: "جس نے لوگوں کے لئے اپنے عمل کو مزین کر کے پیش کیا جب کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے علاوہ کو جانتا ہے تو اسے وہ عیب دار بنا دیتا ہے" (۲)۔
یعنی عمل کا مقصد کچھ اور ہے اور لوگوں کے سامنے اسے مزین کر کے پیش کرتا ہے۔

شداد بن اوس (۳) رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا: "تمہارے لئے جس چیز سے سب سے زیادہ خوف کھاتا ہوں وہ ہے ریاء کاری اور پوشیدہ خواہشیں" (۴)۔

بشر بن الحارث (۵) فرماتے ہیں: "جس طرح تم اپنے گناہوں کو چھپاتے ہو اسی طرح اپنی نیکیوں کو بھی چھپاؤ" (۶)۔

---

(۱) سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون مشہور امام و محدث، زھد و تقویٰ میں معروف تھے سنہ ۱۰۷ھ میں کوفی میں ولادت اور سنہ ۱۹۸ھ میں مکہ کے اندر وفات ہوئی، امام شافعی کہتے ہیں کہ: "اگر امام مالک اور سفیان نہ ہوتے تو حجاز کا علم ختم ہو جاتا" امام احمد کہتے ہیں: "میں نے ان سے زیادہ سنت کا جانکار نہیں دیکھا"۔ سیر أعلام النبلاء للذہبی: (۸/ ۴۵۵) الاعلام/الزرکلی: (۱۰۵/۳)۔

(۲) حلیۃ الاولیاء: (۲۷۱/۷)۔

(۳) ابو یعلی شداد بن اوس بن ثابت الخزرجی الانصاری صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم شاعرِ رسول حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حمص کا گورنر بنایا تھا لیکن شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد استعفیٰ دیکر عبادتوں میں مشغول ہو گئے، نہایت بردبار، فصیح اور حکیم تھے سنہ ۵۸ھ میں وفات ہوئی ابو درداء رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: "ہر امت کا فقیہ ہوتا ہے اور اس امت کے فقیہ شداد بن اوس ہیں"۔ سیر أعلام النبلاء للذہبی: (۴۶۱/۲) الاصابہ: (۲۵۸/۳)۔

(۴) حلیۃ الاولیاء: (۲۶۸/۱) شعب الایمان/البیہقی: (۱۵۲/۹) رقم (۶۴۰۸، ۶۴۰۹)۔

(۵) ابو نصر بشر بن الحارث بن عبدالرحمن بن عطاء المروزی انہیں بشر الحافی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ننگے پاؤں رہا کرتے تھے امام و محدث اور عابد و زاہد تھے سنہ ۱۵۲ھ میں ولادت ہوئی اور سنہ ۲۲۶ یا ۲۲۷ھ میں وفات۔ سیر اعلام النبلاء: (۴۶۹/۱۰) وفیات الاعیان/ابن خلکان: (۲۷۴/۱)۔

(۶) حلیۃ الاولیاء: (۳۴۶/۸)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو حازم سلمہ بن دینار(۱) کا قول ہے: "جیسے تم اپنے گناہوں کو چھپاتے ہو اس سے زیادہ شدت کے ساتھ تم اپنی نیکیوں کو چھپاؤ"(۲)۔

مطلب ان نیکیوں کو چھپاؤ جن کے اندر ریاءکاری کا خوف ہو، جیسے ایسی جگہوں پر نوافل کا اہتمام جہاں لوگوں کی نگاہیں اس کا تتابع کریں، اسی طرح بھرے مجمع میں نیکی کے بعض کاموں میں اس طرح بڑھ چڑھ کر حصہ لینا کہ لوگ اسے کار خیر میں خوب حصہ لینے والا سمجھیں اور اس کی خوب تعریف کریں۔

اس کے اندر وہ نیکیاں شامل نہیں ہیں جن کو لوگوں کے سامنے کرنے کا حکم ہے جیسے ،پنجوقتہ نمازیں، چاند وسورج گرہن کی نمازیں، تحیۃ المسجد وغیرہ یا پھر وہ عبادتیں جو لوگوں کو اس پر ابھارنے کے لئے کی جاتی ہیں تاکہ وہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

امام ذہبی(۳) لکھتے ہیں: "(اسلاف) یہ پسند کرتے تھے کہ آدمی کے کچھ پوشیدہ عمل ہونے چاہئے جسے نہ اس کی بیوی جان پائے اور نہ ہی کوئی اور"(۴)۔

---

(۱) ابو حازم سلمہ بن دینار المدینی المخزومی، شیخ المدینہ، امام، قدوہ، واعظ، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ سنہ ۱۴۰ھ میں وفات ہوئی۔ سیر اعلام النبلاء:(۶/۹۷) الاعلام/الزرکلی:(۳/۱۱۳)

(۲) شعب الایمان/البیہقی:(۱۲/۲۵۱) رقم(۶۴۹۶) وسیر اعلام النبلاء:(۶/۱۰)۔

(۳) حافظ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز ذھبی دمشقی ترکمانی شافعی۔امام ذہبی کی پیدائش ربیع الثانی سنہ ۶۷۳ھ وکفربطنا، دمشق میں ہوئی شام میں تعلیم حاصل کی اور ساری عمر تصنیف وتالیف میں گزاری۔ بلند پایہ مورخین اور محدثین میں شمار ہوتے ہیں اور تقریباً دو سو سے زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں۔دمشق اور قاہرہ میں درس وتدریس کے فرائض بھی انجام دیے وسنہ ۷۴۸ھ میں وفات ہوئی۔ طبقات الشافعیہ: (۹/ ۱۰۱) الرد الوافر/ ابن ناصر الدین الدمشقی: ص (۳۱) البدایہ والنھایہ : (۱۸/ ۵۰۰)۔

(۴) سیر اعلام النبلاء:(۹/۳۴۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن رجب حنبلی (۱) فرماتے ہیں:"ریاءکار عمل کے وقت مخلوق کی طرف اسی وقت دیکھتا ہے جب وہ خالق کی عظمت سے ناآشنا ہو"(۲)۔

امام ابن تیمیہ(۳) فرماتے ہیں:"جب باطن اچھا ہوتو اللہ تعالی ظاہر کو بھی صحیح کر دیتا ہے"(۴)۔

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

(۱) الامام الحافظ العلامہ زین الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن احمد بن عبدالرحمن بن الحسن بن محمد بن ابی البرکات مسعود السلامی البغدادی الدمشقی الحنبلی المعروف ابن رجب الجنبلی بغداد میں سنہ ۷۰۶ ھ لکھا ہے جبکہ ابن حجر نے انباءالغمر میں سال ولادت سنہ ۷۳۶ھ لکھا ہے، سنہ ۷۴۴ھ میں اپنے والد کے ہمراہ دمشق چلے آئے، فن حدیث کے ماہر علماء میں سے تھے علل، اسماءاور معانی حدیث پر دسترس رکھتے تھے، تصانیف کی تعداد تقریبا ۳۳ ہے، وفات بروز اتوار ۶ رجب المرجب ۷۹۵ھ کو دمشق میں ہوئی۔ شذرات الذہب /للعکری :(۵۷۸/۸) إنباء الغمر: (۳/ ۱۷۵) الدّرر الکامنۃ: (۲/ ۳۲۱)۔

(۲) مجموع رسائل ابن رجب:(۶۶/۳) وکلمۃالاخلاص:ص(۳۱)۔

(۳) شیخ الإسلام أحمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن أبي القاسم بن محمد ابن تیمیہ، تقی الدین أبوالعباس النمیری، مجدد، مجتہد، محدث، فقیہ، مفسر، مجاہد، حامی سنت، قاطع بدعت جیسے باکمال شخصیت کے حامل وابن قیّم الجوزیۃ. ابن قدامۃ المقدسي. الحافظ الذھبي. الحافظ اسماعیل بن کثیر جیسے بڑے بڑے ماہرین فن کے استاد، بروز سوموار سنہ ۶۶۱ھ میں حران میں پیدا ہوئے، تالیف وتصنیف، درس وتدریس اور دعوت وارشاد کے ساتھ ساتھ جہاد میں بھی پیش پیش رہتے کئی بار قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور دمشق کے قلعہ میں بحالت قید ۶۷ سال کی عمر میں سنہ ۷۲۸ھ کو وفات ہوئی۔ آپ کی تصانیف ۳۰۰ سو زائد ہیں، بعض لوگوں نے چار ہزار کے قریب لکھی ہیں، آپ کے سلفی منہج فکر کا اثر عرب سے لے کر عجم تک ہر جگہ دیکھا جاسکتا ہے۔ العقود الدریۃ/لابن عبدالھادی :ص (۲۴) البدر الطالع/الشوکاني:(۶۳/۱)۔

(۴) مجموع فتاوی:(۲۷۷/۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

اعمال اور اس میں ریاء کاری اور اس طریقوں اور علامات و مظاہر اور انجام وخطرناکی سے متعلق مذکورہ صفحات میں تفصیل سے بیان کیا گیا، جس سے ریاء کاری کے بھیانک نتائج کا پتہ چلتا ہے، اس لئے کسی بھی صورت میں عبادات واعمال کے وقت ہمیں اس سے غافل نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ ہمارا سارا عمل اور ہماوی ہر قسم کی عبادتیں صرف اور صرف اللہ رب العزت کے لئے ہوتی ہیں، اور اسی پر دنیا وآخرت میں کامیابی کا انحصار ہے لیکن جب یہی عبادتیں محنت و مجاہدہ کے بعد برباد ہو جائیں تو اس سے بڑی ناکامی اور کیا ہوسکتی ہے ؟ اسی کو کہتے ہیں "نیکی کر دریا میں ڈال"۔

اللہ تعالی ہمیں شیطان کے پھندے، نفس کے شر، برے اعمال اور شعوری اور غیر شعوری شرک وریاء سے بچائے، اور ہمیں اخلاص کی توفیق دے ، إنه ولي ذلك والقادر عليه، وآخر دعوانا أن الحمدللہ رب العالمين، وصلى اللہ وسلم وبارك على نبينا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين، و التابعين لهم بإحسان إلى يوم الدين .

عبدالعلیم بن عبدالحفیظ سلفی

(سعودی عربیہ)

۱۹/۷/۱۴۴۰ھ

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

مقدمہ ---- ۳
عبادت اور ریاءکاری ---- ۸
عبادت کیا ہے؟ ---- ۹
عبادت کی قسمیں ---- ۱۰
عبادت کی شرطیں ---- ۱۱
عبادت کے ارکان ---- ۱۲
عبادت کے درجات ---- ۱۴
ظاہر و باطن کی عبادتیں ---- ۱۴
اعضاء اور ان کی ظاہری عبادتیں ---- ۱۵
اعضاء اور اس کے گناہ ---- ۱۸
نماز میں اعضاء کی عبادتیں ---- ۱۸
باطن کی عبادتیں ---- ۲۱
نیک اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے ---- ۲۸
غلط اور برے اعمال میں نیت کا اعتبار ---- ۳۰
ریاءکاری کی تعریف ---- ۳۳
ریاء اور سمعہ میں فرق ---- ۳۴
عجب اور ریاء میں فرق ---- ۳۵
ریاءکاری کے اقسام ---- ۳۶
ریاءکاری کے اسباب و مقاصد ---- ۳۷

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ریاءکاری کا حکم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۱
ریاءکاری کے نقصانات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۶
قول و عمل میں تضاد اور ایک اشتباہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۲
غیر اختیاری امور میں خوف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۶
ریاءکاری کا علاج ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۸
جب کوئی عمل ریاءکاری سے مخلوط ہو جائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۰
ریاءکاری کے چند مظاہر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۵
اظہار عمل کے ذریعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۵
جھوٹے دعووں کے ذریعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۷
لوگوں کے سامنے اپنی شخصیت کا اظہار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۹
اخلاص کے بعد ریاءکاری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۰
ریاءکاری کے خوف سے عمل کو چھوڑنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۰
پوشیدہ اور نہایت ہے باریک انداز میں عبادت کا اظہار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۳
تواضع وانکساری کا مظاہرہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۴
دوسروں کے عیوب کا اظہار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۵
قدر ومنزلت کا اعتبار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۷
ایسی گفتگو جو اس کی عبادت گذاری کو بیان کرے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۷
آدمی خود کو اپنی حیثیت سے بالا کرے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۹
اہل علم کی تنقیص ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸۰
شہرت کی خاطر علم کا حصول ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸۱
خشوع وخضوع کا اظہار ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بعض ظاہری اعمال کو بڑا سمجھنا گرچہ خلاف سنب کیوں نہ ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۸۷
دین پر غیرت کا اظہار ۔۔۔۹۱
ظاہری شکل وصورت سے بے اعتنائی کا اظہار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۹۱
نگاہ جھکانے کی اداکاری ۔۔۔۹۳
نفاق کے خوف سے عبادت کو چھوڑ کر لوگوں کو دھوکا دینا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۹۳
لوگوں سے کنارہ کشی اوران سے اعراض ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۹۵
آنسوسے پر عبادت ۔۔۹۶
شرعی احکام کے بیان میں بے اعتدالی اور جرأت کا اظہار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۶
جدل وجدال اور مناظرہ کے ذریعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۹۸
ریاءکاری اور سلف صالحین۔۔۔۹۹
خاتمہ۔۔۱۰۸
فہرست مضامین ۔۔۔۱۰۹

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊